نزولِ آیاتِ فرقان بسکونِ زمین و آسمان

تصنیفِ لطیف

مجددِ اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ

5698

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹر نیشنل (رجسٹرڈ)

Marfat.com

81207

نام کتاب ـــــــــــ نزولِ آیاتِ فرقان بسکونِ زمین و آسمان

مصنف ـــــــــــ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ

تقدیم ـــــــــــ مولانا آل مصطفیٰ مصباحی، جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

حرفِ سخن ـــــــــــ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

ترتیب جدید ـــــــــــ مولانا محمد حنیف خاں رضوی۔ جامعہ نوریہ بریلی شریف

تخریج و ترجمہ ـــــــــــ مولانا محمد محبوب عالم مصباحی اشرفی دارالافتاء جامعہ نوریہ

مولانا محمد یونس صاحب' مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

ٹائٹل گرافکس ـــــــــــ محمد رب نواز خان (ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا خاں)

کمپوزر ـــــــــــ مولوی محمد زاہد علی نوری بریلوی

سنہ اشاعت (اول) ـــــــــــ ۱۴۲۳ھ ۲۰۰۳ء

سنہ اشاعت (دوم) ـــــــــــ ۱۴۲۶ھ ۲۰۰۵ء

ناشر بار اول ـــــــــــ ادارۂ ترویج و اشاعت، مسجد نور الاسلام، بولٹن (یو۔ کے)

باہتمام ـــــــــــ امام احمد رضا اکیڈمی، حسین باغ، بریلی شریف

ناشر بار دوم ـــــــــــ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل (رجسٹرڈ)

تعداد ـــــــــــ ایک ہزار (۱۰۰۰)

ہدیہ ـــــــــــ ۶۰ روپے

کتاب ملنے کا پتہ

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل (رجسٹرڈ)

25 جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی. پوسٹ بکس نمبر 489، (74400) پاکستان

فون: 021-2725150 فیکس: 021-2732369، ای میل: marifraza@hotmail.com

Marfat.com

حرفِ سخن

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ رضوان کی نابالغۂ روزگار شخصیت اس دور میں سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا آئینہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زندۂ جاوید معجزہ ہے۔ عَالِم کُل عقلِ کائنات، اَعْلَم کائنات، عَالِمِ ما کان وما یکون، درّ اللہ المکنون صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس سے علم وحکمت کے جو گوہر نایاب اور جواہر پارے عطا ہوئے اس کی اصل قدر و قیمت، اصل چمک ودمک اور جوہر حسن وجمال کی جھلک جہاں صاحبِ بصیرت، حاملِ علم وحکمت کے دیدہ ودل کو پرنور کرتی ہے وہیں اندھے دلوں، بغض وحسد سے پر قلوب کو متحیر و بےنور بھی کرتی ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ السامی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسندِ علم کے جانشین کی حیثیت سے آفاقِ عالم پر چودھویں کے چاند کی طرح چمکے اور تمام عالمِ اسلام کو اپنی خداداد صلاحیتوں سے مستفیض اور نورِ علم سے منور کر گئے، آپ کے علوم وفنون پر نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے زمانے کے مروجہ عقلیہ ونقلیہ علوم وفنون کی جزئیات، کلیات پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق جن نقلی اور عقلی (سائنسی علوم) پر آپ کو عبورِ کامل حاصل تھا ان کی تعداد ۱۰۰ سے تجاوز ہے۔ اور ان پر لکھی گئی چھوٹی بڑی تصانیف کی تعداد ہزار (۱۰۰۰) سے بھی زیادہ ہے آپ بلاشبہ عصرِ حاضر کی ایسی عبقری شخصیت تھے کہ جسے علوم اسلامی کے ساتھ ساتھ طب، سائنسی علوم قدیم وجدیدہ مثلاً، ریاضی، الجبراء جیومیٹری، کیمیا، طبعیات، فلکیات، ہئیات، جفر اور ارضیات وغیرہ بیسوں علوم عقلیہ پر یکساں دسترس حاصل تھا، چنانچہ آپ کا مجموعہ فتاویٰ معنون بہ "العطایا النبویہ فی فتاوی الرضویہ" (جدید) کی ۲۷ جلدیں اس پر شاہد عدل ہیں کیونکہ عطائے خداوندی سے آپ کو حاصل ہر علم وفن کے اس میں نمونے ملتے ہیں۔ پاکستان کے نامور محقق اور دانشور مولانا کوثر نیازی

Marfat.com

صاحب نے امام احمد رضا محدث بریلوی کے فتاوی اور بعض تحقیقی نگارشات کا مطالعہ کیا تو بے اختیار بول اٹھے:

''قرطاس وقلم سے میرا تعلق دو چار سال کی بات نہیں نصف صدی کی بات ہے۔ اس دوران وقت کے بڑے بڑے اہل علم وقلم، مشائخ وعلماء کی صحبت میں بیٹھ کر استفادہ کرنے کا موقع ملا اور ان کے درس میں شریک رہا اور اپنی بساط کے مطابق فیض حاصل کرتا رہا۔ زندگی میں اتنی روٹیاں نہیں کھائیں جتنی کثیر تعداد میں کتابیں پڑھی ہیں۔ میری اپنی ذاتی لائبریری میں دس ہزار سے زیادہ کتابیں ہیں اور وہ سب مطالعہ سے گزری ہیں۔ اس مطالعہ کے دوران امام احمد رضا کی کتب نظر سے نہیں گزری تھیں اور مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ علم کا خزانہ پالیا اور علم کا سمندر پار کرلیا ہے۔ علم کی ہر جہت تک رسائی حاصل کر لی ہے مگر جب امام اہلسنت کی کتابیں مطالعہ کی اور ان کے علم کے دروازے پر دستک دی اور فیض یاب ہوا تو اپنے جہل کا احساس اور اعتراف ہوا۔ یوں لگا کہ ابھی تو علم کے سمندر کے کنارے کھڑے سیپیاں چن رہا تھا۔ علم کا سمندر تو امام کی ذات ہے۔ امام کی تصانیف کا جتنا زیادہ مطالعہ کرتا جاتا ہوں عقل اتنی ہی حیران ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ کہے بغیر نہیں رہا جاتا کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ حضور نبی کریم ﷺ کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہیں جسے اللہ تعالی نے اتنا وسیع علم دے کر دنیا میں بھیجا ہے کہ علم کی کوئی جہت ایسی نہیں جس پر امام کو مکمل دسترس حاصل نہ ہو اور اس پر کوئی تصنیف نہ لکھی ہو یقینا آپ سرکار دو عالم ﷺ کے صحیح جانشین تھے جس سے ایک عالم فیض یاب ہوا۔''

(مولانا کوثر نیازی ''امام العلماء امام ابوحنیفہ ثانی'' مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۴ء ص ۴۹۔۵۰)۔

Marfat.com

امام احمد رضا کے علوم سے متاثر ہونے والے پاکستان کے ایک اور نامور اسکا لرحکیم، دانشور اور ماہر تعلیم جناب حکیم محمد سعید صاحب بانی ہمدرد مدینتہ الحکمت (ہمدرد یونیورسٹی) کے تاثرات بھی ملاحظہ کریں: "گزشتہ نصف صدی میں طبقۂ علماء میں جو جامع شخصیات ظہور میں آئی ہیں ان میں مولانا احمد رضا خاں کا مقام بہت ممتاز ہے۔ ان کی علمی، دینی اور ملی خدمات کا دائرہ وسیع ہے، تفقہ اور دینی علوم میں فاضل بریلوی کی مہارت کے ساتھ ہی ساتھ سائنس اور طب کے علوم میں بھی ان کی بصیرت علماء سلف کے اس ذہن وفکر کی نمائندگی کرتی ہے جس میں دینی و دنیاوی علم کی تفریق نہ تھی، ان کی شخصیت کا یہ پہلو عصر حاضر کے علماء اور دانش گاہوں کے معلمین دونوں کو دعوت فکر و مطالعہ دیتا ہے۔ ان کی تصانیف ہمارے لیئے بیش بہا ورثے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کے تحقیقی مطالعہ سے علوم وفنون کے بہت سے گوشے سامنے آچکے ہیں۔" (حکیم محمد سعید "پیغام" مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۸۸؛ ص ۱۵)

زیر نظر تصنیف "نزولِ آیاتِ فرقان بسکون زمین وآسمان" دراصل جدید سائنسی نظریہ حرکتِ زمین کے رد میں تحریر شدہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کا ایک رسالہ ہے جو آپ نے اسلامیہ سائنس کالج لاہور کے پروفیسر مولوی حاکم علی صاحب کے ایک سوال کے جواب میں ۱۳۳۹ھ میں تحریر کیا گیا تھا، اس کے علاوہ اسی کتاب کے ساتھ امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کا ایک رسالہ معین مبین بہر دورِ شمس وسکون زمین (۱۳۳۸ھ) اور علم طبیعات، تشریحِ افلاک اور توقیت سے متعلق بعض استفتاء اور جوابِ استفتاء بھی شامل کرلیا گیا ہے اگرچہ اس سے قبل مذکورہ دو کتب متعدد بار پاکستان اور ہندوستان سے شائع ہو چکی ہیں لیکن اس مرقع کے انداز میں اس کتاب کی اشاعت نے اس کی افادیت اور مطالعۂ رضویات کے حوالے سے اس کی اہمیت میں

Marfat.com

اضافہ کردیا ہے گویا قاری کیلئے علوم فلکیات، طبیعیات اور توقیت میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی دسترس کا ایک کہکشاں سجا کر پیش کیا گیا تا کہ اس کے مطالعہ کے بعد قاری کو امام موصوف کی عبقریت اور علوم جدیدہ وقدیمہ' عقلیہ ونقلیہ میں ان کے کمال دسترس کا اندازہ ہو سکے۔ امام احمد رضا اکیڈمی حسین باغ، بریلی شریف اور ادارۂ ترویج واشاعت' مسجد نورِ اسلام، بولٹن، (یو، کے) کے ارباب کرام اس حسین و جمیل مرقع کی اشاعت پر مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے رضویات پر تحقیق وتصنیف اور مطالعہ کے حوالے سے ایک اہم پیش رفت کی ہے۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی، اسلامی جمہوریہ پاکستان، ان دونوں اداروں کے شکریہ کے ساتھ امام احمد رضا سلور جوبلی کانفرنس ۲۰۰۵ کے موقع پر اس کتاب کو پاکستان کے علماء اور اسکالر کے ذوق مطالعۂ رضویات کی تشفی کیلئے دوبارہ اشاعت کی سعادت حاصل کر رہا ہے اس امید پر کہ اہل علم وفن امام احمد رضا کے اس گوشہ پر بھی نجی اور جامعات کی سطح پر اپنے تحقیقی کام کو آگے بڑھائینگے۔

نکہتِ جاں بخش دارد خاکِ کوئے گل رخاں
عارفاں زانجا مشامِ عشق مشکیں کردہ اند

سید وجاہت رسول قادری
صدر ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی

Marfat.com

حرف اول

باسمہ تعالیٰ

اشاعت اسلام میں جہاں جہاد بالسیف، مجاہدین کی پاکبازیوں، نیک نیتوں اور ان کے عمل و کردار کی خوبیوں کو دخل رہا ہے۔ وہیں جہاد بالقلم، علمائے کرام کی تصانیف، علمی کارنامے، اور خلوص وللہیت پر مبنی دینی لٹریچر کی اشاعت بھی اہم ذریعہ تصور کی جاتی رہی ہے۔ بلکہ دورِ حاضر میں دائرۂ اسلام کی توسیع کا واحد ذریعہ اسی کو قرار دیا جاتا ہے۔ نیزۂ و تلوار کی معرکہ آرائی کے بجائے قلم و قرطاس کے ذریعہ حق و باطل میں خط امتیاز قائم کیا جاتا ہے اور انسانوں کے قلوب کی تسخیر عمل میں لائی جاتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ زمانہ قدیم سے ہمارے اسلاف اسلامی افکار و نظریات، عقائد و اعمال کی تفصیلات اور اسلامی تعلیمات کی برتری اپنی گراں بہا تصانیف میں بیان فرماتے رہے۔ ہر قرن و صدی میں اپنی شاندار خدامات سے لوگوں کے قلوب کو مجلیٰ و مصفیٰ کرنے کا سامان مہیا کرتے رہے۔ اور کسی دور میں اس ضرورت و اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا۔ لیکن جب تک ان کی دینی خدمات کو اجاگر نہ کیا جائے اور ان کے علمی جواہر پاروں کو منظر عام پر نہ لایا جائے اس وقت تک افادہ و استفادہ عام نہیں ہوسکتا۔

حضور نبی کریم علیہ التحیۃ التسلیم کا فرمان مقدس ہے:۔

جب انسان انتقال کرتا ہے تو اس کا عمل بھی ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین لوگ وہ ہیں جن کے عمل مرنے کے بعد بھی باقی اور جاری رہتے ہیں۔ ایک وہ جس نے نیک اولاد چھوڑی جو اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہے۔ دوسرے وہ شخص جس نے ایسا صدقہ کیا جو جاری رہنے والا ہے (جیسے مسجد و مدرسہ کی تعمیر وغیرہ) تیسرے وہ شخص کہ جس نے اپنے بعد کوئی علم چھوڑا جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔

Marfat.com

حضور نبی اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق کتاب کی تصنیف و تالیف اور اس کی نشر و اشاعت دونوں صدقہ جاریہ ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ ایسا علم بھی ہیں جس سے مدتوں لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔ کہ جہاں مصنف کے لئے وہ کتاب باعث اجر ہوگی وہیں ناشرین کے لئے بھی ثواب کا ذریعہ۔ کیونکہ دونوں کی شرکت عمل سے وہ کتاب قارئین کی ہدایت و رہنمائی اور اصلاح کا سبب بنی۔ اور جب تک وہ کتاب باقی رہے گی دونوں کو اجر و ثواب ملتا رہے گا۔

اس زمانہ میں لا یعنی اور بے ہودہ چیزوں میں عموماً لوگ بے شمار سرمایہ خرچ کر کے اپنی دولت کو برباد اور عاقبت کی خرابی مول لے رہے ہیں۔ قابل صد تحسین اور مبارک باد کے مستحق ہیں وہ حضرات جنہوں نے اپنی ذاتی ضروریات کے ساتھ دینی ضرورتوں کو محسوس کرتے ہوئے ملی خدمات کا بیڑہ اٹھایا اور اپنی جائز کمائی کو اخروی سعادت کا ذریعہ بنایا۔ انہیں سعادت مند حضرات میں **ادارہ ترویج و اشاعت مسجد نور الاسلام بولٹن** کے وہ مخلص و باہمت نوجوانان اہل سنت اور ناشرین مسلک اعلیٰ حضرت بھی ہیں جو حامی دین و سنت محب گرامی قدر حضرت مولانا محمد ایوب صاحب اشرفی سنبھلی خطیب و امام مسجد نور الاسلام کی معیت و قیادت میں ان عظیم کارناموں میں بھرپور حصہ لینے کے لئے کمر بستہ ہو گئے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی دینی خدمات کو بارآور فرمائے۔ ان کی مساعی جمیلہ کو مشکور فرمائے۔ ان کے عزم و حوصلہ کو دوسروں کے لئے قابل تقلید نمونہ بنائے۔ اور ان کو جزائے خیر اور بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ و التسلیم و علیٰ الہ و صحبہ و حزبہ اجمعین۔

محمد حنیف خان رضوی

پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ، باقر گنج بریلی شریف

Marfat.com

حامدًا و مصلیا

تقدیم

نزول آیات فرقان بسکون زمین وآسمان

از۔ آل مصطفیٰ مصباحی

خادم تدریس وافتاء۔ جامعہ امجدیہ رضویہ۔ گھوسی

فکر رضا سے متاثر ہونے والوں کے لئے یہ بات بڑی مسرت افزا اور قلبی طمانیت کی باعث ہے کہ مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ کی دینی وملی اور علمی وفکری خدمات کا دائرہ بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ عالمی جامعات میں ان کے علمی وفکری کارناموں پر ہونے والی تحقیق وریسرچ کے اعداد وشمار سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ تاریخ سازوں نے جس نادر روزگار شخصیت کو گمنامی کے اندھیرے میں چھپانے کی سعی لاحاصل کی تھی وہ واقعی لاحاصل رہی۔

اپنوں کی بے اعتنائی سے بھی ہمارا وہ عظیم محسن ایک عرصہ تک پردہ خفا میں رہا۔ آج بھی جب ایک ہمہ جہت تجزیہ نگار مجدد موصوف کی علمی وفکری خدمات کا منصفانہ جائزہ لیتا ہے تو باوجود اس کے۔ کہ اب ان کے علمی کارناموں کی گونج پورے عالم اسلام میں محسوس کی جارہی ہے اور اہل علم ان کی تحقیقات وتدقیقات کے جواہر پاروں سے فائدہ اٹھارہے ہیں اب بھی اس کمی کا شدت سے احساس کرتا ہے کہ محض بعض ہی علوم وفنون سے متعلق ان کی خدمات پر کام ہورہا ہے جبکہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ امام احمد رضا دو چار اور دس علوم ہی کے ماہر نہ تھے بلکہ تقریبا پچاس علوم وفنون میں انہیں

Marfat.com

مہارت تامہ حاصل تھی بلکہ ہر فن کے وہ مسلم الثبوت امام تھے۔ دینیات وفقہیات اور فکری ابحاث ونظریات میں تو وہ یکتائے روزگار تھے۔ لیکن کیا علم اقلیدس، ریاضی و ہندسہ، ہیئت وتوقیت وزیجات، جفر وتکسیر، جبر ومقابلہ، مثلث ارثماطیقی، لوگارثم جیسے علوم وفنون میں ان کی مہارت کے جلووں اور تحقیق وتدقیق کے نمونوں کا عکس جمیل پیش کیا گیا؟ جزوی وانفرادی طور پر گو کہ کچھ کام ہوا ہے مگر وہ فکر رضا کے پھیلے ہوئے افادات کا عشر عشیر بھی نہیں۔

مجدد اعظم قدس سرہ کی گراں قدر خدمات کے ان گوشوں سے اگر ہم یوں ہی صرف نظر کرتے رہے تو آنے والی نسل ہمیں معاف نہ کرے گی۔ ان فن پاروں کو آثار قدیمہ کے خانے میں رکھ کر چھوڑا نہیں جاسکتا بلکہ ضرورت ہے کہ ان علمی امانتوں کو سینوں میں محفوظ کیا جائے اور قرطاس وقلم کے توسط سے اسکی حفاظت کی جائے۔

امام احمد رضا قدس سرہ تجدید واحیائے دین کے منصب جلیل پر فائز تھے ان کے دور میں دو عظیم فتنے جنم لے چکے تھے۔ ایک طرف باطل فرقوں کی ریشہ دوانیوں سے اسلامی معتقدات پر کاری ضرب پڑ رہی تھی دوسری طرف سائنسی رجحانات بڑی تیزی سے پروان چڑھ رہے تھے۔ خود بہت سے روشن خیال مسلمان سائنسی نظریات کو حرف آخر سمجھ کر ان کی طرف لپک رہے تھے۔ امام احمد رضا نے اپنا فرض منصبی ادا کرتے ہوئے دونوں عظیم فتنوں کا مقابلہ کیا اور اپنے خداداد علم وفن سے ان کی سرکوبی فرمائی۔ سائنسی مخترعات اور باطل فلسفیانہ خیالات جو دینی عقائد ونظریات سے متصادم تھے آپ نے ان پر روایت ودرایت ہر اعتبار سے جرح وتنقید کر کے صحیح اسلامی نقطۂ نظر واضح فرمایا۔

Marfat.com

نظریہ حرکت زمین و آسمان بھی سائنس و فلسفہ کا ایسا لچر اور غلط و بے حقیقت نظریہ ہے جس پر خود سائنس والوں کو اطمینان و قرار نہیں۔ کتنے اہل سائنس ہیں جنہوں نے حرکت زمین کے قدیم نظریہ سے انحراف کر کے سکون زمین کا نظریہ پیش کیا ہے۔ اس سلسلہ میں امام احمد رضا قدس سرہ کے دو اہم رسالے ہیں۔

(۱) فوز مبین در رد حرکت زمین

(۲) نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان۔

جو درحقیقت ایک طویل فتوی ہے۔ اول الذکر رسالہ میں ۱۰۵ دلائل کے ذریعہ اہل سائنس کے نظریہ حرکت زمین کے دلائل و نظریات کا رد ہے۔ جبکہ ثانی الذکر رسالے میں آیات واحادیث اور تفاسیر سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ زمین و آسمان دونوں ساکن و غیر متحرک ہیں۔ ان میں مطلق حرکت نہیں۔ نہ حرکت محوری نہ مداری۔ یہ طویل فتوی سکون زمین سے متعلق سائل کے اس شبہ کا جواب ہے کہ زوال نہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جن اماکن میں اللہ تعالیٰ نے اس کو امساک کیا ہے اس میں سے یہ باہر نہیں سرک سکتی زمین اپنے مدار پر حرکت کر رہی ہے۔ یعنی گرد آفتاب دورہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے صرف اتنا روکے ہوئے ہے کہ اس مدار سے باہر نہ جائے اور اس طرح حرکت کرنا زوال نہیں ہے۔ آپ نے اس شبہ کا ازالہ بہت ہی محققانہ انداز میں فرمایا ہے۔

اس سلسلے کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ چاند و سورج زمین و آسمان کے حرکت کرنے نہ کرنے کے سلسلے میں تین نظریات ہیں۔

(۱) **سائنسی نظریہ** ۔سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ سورج ساکن (ٹھہرا

Marfat.com

ہوا ہے) اور اس کے گرد بیضوی مدار پر زمین اس کا طواف کرتی ہے اور زمین کے گرد چاند اس کا طواف کرتا ہے۔

(۲) **فلسفی نظریہ**۔ فلاسفہ و اہل ہیئت کہتے ہیں کہ زمین ساکن ہے اور آسمان متحرک اور آسمان کے ثخن میں چاند و سورج کا وجود تسلیم کرتے ہیں اور آسمان کی گردش کی وجہ سے ان سیاروں کو زمین کے ارد گرد چکر لگانے والا مانتے ہیں۔

(۳) **اسلامی نظریہ**۔ اسلامی نظریہ ہے کہ نہ زمین متحرک ہے نہ آسمان بلکہ دونوں ساکن ہیں۔ البتہ آسمان کے نیچے اس کے جوف میں چاند و سورج دونوں گردش کرتے ہیں۔

امام احمد رضا نے اپنے اس رسالہ میں خود خالق ارض و سما، موجد شمس و قمر، کے اقوال وارشادات سے نیز تفاسیر و احادیث سے اسلامی نظریہ کی حقانیت کو واضح و اشگاف فرمایا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے واضح یہ آیتیں ہیں جن میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

ان اللہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا ولئن زالتآ ان امسکھما من احد من بعدہ انہ کان حلیما غفورا۔

بے شک اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو روکے ہوئے ہے کہ جنبش نہ کریں اور اگر وہ ہٹ جائیں تو انہیں کون روکے اللہ کے سوا۔ بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔

مجدد موصوف نے اس آیت کریمہ سے زمین و آسمان دونوں کی حرکت کی نفی پر استدلال فرمایا ہے۔ وہ اسی رسالہ میں فرماتے ہیں:۔

آیت پڑھیے۔ صراحۃ دونوں ایک حالت پر مذکور ہیں۔ دونوں پر ایک ہی حکم

Marfat.com

ہے۔ جب حسب ارشاد صحابہ آیت کریمہ مطلق حرکت کا انکار فرماتی ہے اور وہ انکار آسمان وزمین دونوں کے لئے ایک نسق ایک لفظ "ان تزولا" میں ہے؟ جس کی ضمیر دونوں کی طرف ہے تو قطعاً آیت نے زمین کی بھی ہر گونہ حرکت کو باطل فرمایا جس طرح آسمان کی۔

مدار یا محور پر حرکت کرنے کے شبہ کا ازالہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

رب عزوجل نے تو ان میں سے کوئی قید نہ لگائی مطلق "یُمْسِكُ" فرمایا ہے۔ اور مطلق "اَن تَــزُولَا"۔ اللہ آسمان وزمین ہر ایک کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں۔ یہ نہ فرمایا کہ اس کے مدار میں روکے ہوئے ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ ہر ایک کے لئے اماکن عدیدہ ہیں ان اماکن سے باہر نہ جانے پائے۔ تو اس کا بڑھانا کلام الٰہی میں اپنی طرف سے پیوند لگانا ہوگا اور قرآن کریم کے مطلق کو مقید، عام کو مخصص بنانا ہوگا اور یہ ہرگز روا نہیں۔(۱)

اور اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے جسے خود مجدد اعظم نے بتایا کہ:۔

قرآن عظیم کے وہی معنی مراد لئے جائیں گے جو صحابہ وتابعین ومفسرین ومعتمدین نے لئے۔ ان سب کے خلاف وہ معنی مراد لینا جن کا پتہ نصرانی سائنس میں ملے مسلمانوں کو حلال نہیں۔(۲)

اجلۂ صحابہ کرام مثل افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الاربعہ سیدنا عبداللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہما نے مطلق حرکت کی نفی مانی۔ معتمد

---

(۱) نزول آیات فرقان بسکون زمین وآسمان مشمولہ فتاوی رضویہ دوازدہم ص ۲۸۴

(۲) مشمولہ فتاوی رضویہ دوازدہم ص ۲۸۱

Marfat.com

مفسرین کرام نے مطلقا حرکت کی نفی مانی۔ آپ نے متعدد احادیث وتفاسیر سے حتی کہ کتب لغت سے یہ ثابت فرمایا ہے کہ مدار پر حرکت کرنا بھی یقیناً زوال ہے جو سکون کے منافی ہے۔ سائل نے مدار پر حرکت کرنے کا جو معنی مراد لیا ہے وہ معنی کسی صحابی، کسی امام، کسی مفسر نے مراد نہ لئے۔

خلاصہ یہ کہ زمین وآسمان دونوں ساکن ہیں۔ ان میں مطلق حرکت نہیں۔ نہ مداری نہ محوری۔ البتہ چاند وسورج متحرک ہیں جس پر متعدد آیتیں شاہد ہیں۔ تفصیل کے لئے رسالہ کا مطالعہ کیجئے، شدید مرض کی حالت میں مجدد اعظم نے یہ رسالہ تصنیف فرمایا ہے۔ مگر قربان جایئے ان کی وسعت نظر اور کامل استحضار پر کہ ایسی حالت میں بھی ایسا تحقیقی فتوی صادر فرمایا۔ مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلائے اور قبول حق کی توفیق دے۔

Marfat.com

رسالہ

نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان

۱۳ ۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مسئلہ:- از موتی بازار لاہور مسئولہ مولوی حاکم علی صاحب۔

۱۴/ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ یا سیدی اعلیٰ حضرت سلمکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امابعد

(۱) ہذا من تفسیر جلالین (ان اللّٰہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا) ای یمنعھا من الزوال۔(۱)

(۲) وایضا (اولم تکونوا اقسمتم) حلفتم (من قبل) فی الدنیا (ومالکم من) زائدۃ (زوال) عنھا الی الآخرۃ۔

و ایضا (وان) ما (کان مکرھم) وان عظم (لتزولا منہ الجبال) المعنی لا یعبأبہ ولا یضرہ انفھسم والمراد بالجبال ھنا قیل حقیقتھا و قیل شرائع الاسلام المشبھۃ بھا فی القرار و الثبات۔و فی قرأۃ بفتح لام لتزول

---

(۱) جلالین ص ۵۷۷ سورۂ فاطر، آیت ۴۱۔

Marfat.com

ورفع الفعل فان مخففة والمراد تعظيم مكرهم و قيل المراد بالمكر كفرهم و يناسبه على الثانية تكاد السموت يتفطرن منه وتنشق الارض و تخر الجبال هدا و على الاول ما قرى وما كان۔

وسردارمن دامت برکاتکم۔واین است ازتفسیر حسینی ''ان اللّٰہ'' بدرستیکہ خدائے تعالیٰ ''یمسك السمٰوٰت والارض'' نگاہ میدارد آسمانہا وزمین را ''ان تزولا'' برائے آنکہ زائل نہ شوند از اماکن خود، چہ ممکن را در حال بقا ناچار است از نگاہ دارندہ۔آوردہ اند کہ چوں یہود ونصاری عزیر وعیسیٰ را بفرزندی حق سبحانہ نسبت کردند آسمان وزمین نزدیک بآں رسید کہ شگافتہ گردد۔حق تعالیٰ فرمود: کہ من بقدرت نگاہ می دارم ایشاں را تا زوال نیابند، یعنی از جائے خود نروند۔

وایضا ''اَوَلَمْ تَكُونُوا'' درجواب ایشاں گویند، فرشتگان آیا نبودید شما کہ از روئے مبالغہ ''اَقْسَمْتُمْ مِنْ قَبْلُ'' سوگندمی خوردید پیش ازیں در دنیا کہ شما پایندہ وخوابیدہ بودید، ''مالكم من زوال'' نباشد شمارا ہیچ زوالے، مراد آنست کہ می گفتند کہ ما در دنیا خواہیم بود و بسرائے دیگر نقل نخواہیم نمود۔

وایضا ''وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ'' بدرستیکہ بود مکر ایشاں در سختی وہول ساختہ وپرداختہ ''لتزول'' تا از جائے برود ''منه الجبال'' ازاں مکر کوہ ہا۔

محبوب ومحب فقیر ''ایدکم اللہ تعالیٰ فی کل حال''۔

ترجمہ:۔تفسیر حسینی سے منقول ہے ''ان اللّٰہ'' تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے آسمان وزمین کو اس سے کہ وہ اپنی جگہ سے زائل ہوں۔اس لئے کہ ہر ممکن کی بقا کے لئے حالت بقا میں محفوظ رکھنے والا ہونا ضروری ہے۔روایت ہے کہ جب یہود

Marfat.com

ونصاریٰ نے حضرت عزیر وعیسیٰ علیہما السلام کو اللہ تعالیٰ کی فرزندی کی طرف منسوب کیا آسمان اورزمین پھٹنے کے قریب ہو گئے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ میں اپنی قدرت سے ان کو محفوظ رکھوں گا۔ کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹ سکیں۔

نیز ''اولم تکونوا'' ان کے جواب میں فرشتے کہیں گے: تو کیا تم نے اس سے پہلے مبالغہ کے ساتھ قسم نہیں کھائی تھی جب کہ تم دنیا میں موجود اور غافل تھے۔ کہ تم پر کوئی زوال نہیں ہو گا۔ مراد یہ کہ تم قسمیں کھاتے تھے کہ ہم دنیا ہی میں رہیں گے۔ کسی دوسری جگہ (دارالاخرت) کی طرف منتقل نہیں ہوں گے۔

نیز ''وان کان مکرھم'' کے ذیل میں فرمایا: کہ ان کا (یعنی کافروں کا) مکر ایسا سخت وہولناک تھا کہ اس سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ سکتے تھے''۔

جب کافروں کے زوال کے معنی ان کا اس دنیا سے دارالاخرت ۔ میں جانا مسلم ہوا تو معاملہ صاف ہو گیا۔ کیوں کہ کافر زمین پر چلتے پھرتے ہیں اس چلنے پھرنے کا نام زوال نہ ہوا۔ کہ یہ ان کا چلنا پھرنا اپنے اماکن میں ہے۔ کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے ان کو حرکت کرنے کا امکان دیا ہے وہاں تک ان کا حرکت کرنا ان کا زوال نہ ہو۔ یہی حال پہاڑوں کا ہوا کہ ان کا اپنے اماکن سے زائل ہو جانا ان کا زوال ہوا۔ جب یہ حال ہے تو زمین کا بھی اس کے اپنے اماکن سے زائل ہو جانا اس کا زوال ہو گا اور اپنے اماکن میں اس کا حرکت کرنا زوال نہیں ہو سکتا۔

شکر ہے اس پروردگار کا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مجھے گریز نہ ہوا اور میری مشکل بھی از بارگاہ حل المشکلات حل ہو گئی ببرکت کلام کریم۔

Marfat.com

وَمَن یَتقِ اللّٰہ یجعل لہٗ مخرجاً وَیرزقہ مِنْ حیثُ لا یحتسِبُ۔

(پارہ ۲۸، ع ۱۷)

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہیں ہو۔

اور یہ اس طرح ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کے سکون فی مکان کی تصریح فرمادی مگر زمین کے بارے میں ایسا نہ فرمایا، یعنی آسمان کی تصریح کی طرح تصریح نہ فرمائی، یعنی خاموشی فرمائی۔

قربان جاؤں احسن الخالقین تبارک وتعالیٰ کے اور باعث خلق عالم ﷺ کے اور حضرت معلم التحیات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ کہ سائنس کی سرکوبی کے لئے زمین کے زوال اس کے اماکن سے کئی معنیٰ آپ کے اس دعوی دار مجاہد کبیر پر عیاں فرمائے کہ زمین کے زوال نہ کرنے کے یہ معنی ہیں۔ کہ جن اماکن میں اللہ تعالیٰ نے اس کو امساک کیا ہے اس سے یہ باہر نہیں سرک سکتی۔ مگر ان اماکن میں اس کو حرکت امر کردہ شدہ عطا فرمائی ہوئی ہے۔ جیسے کہ اس پر کافر چلتے پھرتے ہیں اور یہ ان کا زوال نہیں ہے۔ اسی طرح سے اپنے مدار میں اور سورج کی ہمراہی میں امساک کردہ شدہ ہے۔ اور جاذبہ اور رفتار کیا ہے۔ صرف اللہ پاک کے امساک کا ایک ظہور ہے اور کچھ نہیں۔ اب چاہیں تو جاذبہ اور رفتار دونوں کو معدوم کردیں اور ہر چیز کو اس کے حیز میں ساکن فرمادیویں اس سے زائل نہیں ہوسکتی جیسے کہ سورج۔

وَالشَّمسُ تجرِی لِمستقرٍ لھَا۔

کے رد سے اپنے مجرے میں امساک کیا ہوا ہے۔ اور اپنے مجرے میں چل

Marfat.com

رہا ہے مگر اس کے اس چلنے کا نام زوال نہیں بلکہ جریان ہے۔ تو زمین کا بھی اپنے مدار میں اور سورج کی ہمراہی میں چلنا اس کا جریان ہے نہ کہ زوال۔

ذلك فضل الله يو تيه من يشاء۔

ترجمہ:- یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

فالحمد لله رب العلمين والشكر والمنة۔

غریب نواز کرم فرما کر میرے ساتھ متفق ہو جاؤ تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ سائنس کو اور سائنس دانوں کو مسلمان کیا ہوا پاؤ۔

ہاں! اَلَم نَجعَلِ الاَرضَ مِهَادًا۔

ترجمہ:- (کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہ بنایا۔)

کے بجائے:

الذِی جَعَلَ لَکُمُ الاَرضَ مَهُدًا الخ۔

ترجمہ:- (وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا کیا۔)

درج فرمادیں دیباچہ میں۔ سب کو سلام مسنون قبول ہووے۔

Marfat.com

الجواب :-

بسم الله الرحمن الرحیم

(۱) الحمد لله الذی بامره قامت السماء والارض والصلوۃ والسلام علی شفیع یوم العرض واله وصحبه وابنه وحزبه اجمعین آمین۔ ۱

مجاہد کبیر مخلص فقیر حق طلب حق پذیر سلمہ اللہ القدیر۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

دسواں دن ہے آپ کی رجسٹری آئی میری ضروری کتاب کہ طبع ہو رہی ہے اس کی اصل کے صفحہ ۱۰۸۸، تک کاتب لکھ چکے اور صفحہ ۱۰۹۰، کے بعد سے مجھے تقریبا چالیس صفحہ کے قدر مضامین بڑھانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ یہ مباحث جلیلہ دقیقہ پر مشتمل تھی میں نے ان کی تکمیل مقدم جانی کہ طبع جاری رہے۔

ادھر طبیعت کی حالت آپ خود ملاحظہ فرما گئے ہیں وہی کیفیت اب تک ہے۔ اب بھی اسی طرح چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد کو لے جاتے لاتے ہیں۔ ان اوراق کی تحریر اور ان مباحث جلیلہ غامضہ کی تنقیح وتقریر سے بحمدہ تعالیٰ رات فارغ ہوا اور آپ کی محبت پر اطمینان تھا کہ اس ضروری دینی کام کی تقدیم کو ناگوار نہ رکھیں گے۔ آپ نے اپنا لقب مجاہد کبیر رکھا ہے مگر میں تو اپنے تجربے سے آپ کو مجاہد اکبر کہہ سکتا ہوں۔

---

(۱) تمام تعریفیں اس اللہ کی جس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں۔ اور صلوۃ وسلام نازل ہو پیشی کے دن شفاعت کرنے والے پر اور ان کی اولاد اور صحابہ اور ان کے بیٹے اور ان کی جماعت پر۔ اے مولیٰ ہماری دعا قبول فرمالے۔

Marfat.com

حضرت مولانا الاسد الاشد مولوی محمد وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لہجہ جلد سے جلد حق قبول کر لینے والا میں نے آپ کی برابر نہ دیکھا۔ اپنے جمے ہوئے خیال سے فوراً حق کی طرف رجوع لے آنا، جس کا میں بارہا آپ سے تجربہ کر چکا، نفس سے جہاد ہے۔ اور نفس سے جہاد، جہاد اکبر ہے۔ تو آپ اس میں مجاہد اکبر ہیں۔ بارك الله تعالیٰ و تقبل آمین۔

امید ہے کہ بعونہ تعالیٰ اس مسئلہ میں آپ ایسا ہی جلد از جلد قبول حق فرمائیں گے کہ باطل پر ایک آن کے لئے بھی اصرار میں نے آپ سے نہ دیکھا۔ وللہ الحمد۔

اسلامی مسئلہ یہ ہے کہ زمین و آسمان دونوں ساکن ہیں، کواکب چل رہے ہیں کُلٌّ فِی فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ۔

ترجمہ:- ہر ایک فلک میں تیرتا ہے جیسے پانی میں مچھلی۔

اللہ عزوجل کا ارشاد آپ کے پیش نظر ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا۔ وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ من بَعْدِہٖ اِنَّہٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا۔

ترجمہ:- بیشک اللہ زمین و آسمان کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں، اور اگر وہ سرکیں تو اللہ کے سوا انہیں کون روکے۔ بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔

میں یہاں اولاً اجمالاً چند حرف گزارش کروں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی حق پسندی کو وہی کافی ہوں پھر قدرے تفصیل۔

اجمال۔ یہ کہ افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الاربعہ سیدنا عبداللہ بن مسعود

Marfat.com

وصاحب سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس آیہ کریمہ سے مطلق حرکت کی نفی مانی، یہاں تک کہ اپنی جگہ قائم رہ کر محور پر گھومنے کو بھی زوال بتایا۔ (دیکھئے نمبر ۲)

حضرت امام ابو مالک تابعی ثقہ جلیل تلمیذ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زوال کو مطلق حرکت سے تفسیر کیا۔ (دیکھئے آخر نمبر ۲)

ان حضرات سے زائد عربی زبان ومعانی قرآن سمجھنے والا کون؟

علامہ نظام الدین حسن نیشاپوری نے تفسیر رغائب الفرقان میں اس آیہ کریمہ کی یہ تفسیر فرمائی۔

(ان تزولا) کراھۃ زوالھما عن مقرھما ومرکزھما (۱)

بیشک اللہ تعالیٰ آسمان وزمین کو روکے ہوئے ہے کہ کہیں اپنے مقر ومرکز سے ہٹ نہ جائیں۔ 'مقر' ہی کافی تھا کہ جائے قرار وآرام ہے۔ کہ قرار سکون ہے منافی حرکت۔

قاموس سے آتا ہے۔ قَرّ، سَکن۔ مگر انہوں نے اس پر اکتفا نہ کی بلکہ اس کا عطف تفسیری 'مرکزھما' زائد کیا۔ مرکز جائے رکز۔ رکز۔ گاڑنا، جمانا۔ یعنی آسمان وزمین جہاں جمے ہوئے، گڑے ہوئے ہیں وہاں سے نہ سرکیں۔

نیز غرائب القرآن میں زیر قولہ تعالیٰ۔

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا

---

(۱) تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان، ج ۲۰ تا ۲۲ جزء ۲۲ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان۔ مؤلف علامہ نظام الدین حسن بن محمد بن حسین قمی نیشاپوری۔

Marfat.com

فرمایا: لایتم الافتراش علیھا مالم تکن ساکنۃ ویکفی فی ذلک ماا عطاھا خالقھا ورکزفیھا من المیل الطبعی الیٰ الوسط الحقیقی بقدرتہ واختیارہ ان اللہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا۔(۱)

ترجمہ:-غرائب القرآن میں۔

الذی جعل لکم الارض فراشا کے تحت ہے کہ زمین جب تک ساکن نہ ہو اس پر افتراش (بچھونا) مکمل نہ ہوگا اور اس میں کافی ہے وسط حقیقی کی طرف میل طبعی جو اس کے خالق نے اسے عطا کی ہے اپنی قدرت واختیار سے۔

اسی آیت کے نیچے تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی میں ہے۔

اعلم ان کون الارض فراشا مشروط بکونھا ساکنۃ فالارض غیر متحرکۃ لابالاستدارۃ ولا بالاستقامۃ وسکون الارض لیس الا من اللہ تعالیٰ بقدرتہ واختیارہ ولھذا قال تعالیٰ ان اللہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا اہ ملتقطا۔(۲)

ترجمہ:-جان لو کہ زمین کے فراش ہونے کے لئے اس کا ساکن ہونا ضروری ہے سکون ارض شرط ہے فراش ارض کے لئے (جب قرآن سے ثابت ہے کہ اللہ نے زمین کو فراش بنایا) لہذا زمین نہ حرکت مستدیرہ کرتی ہے نہ ہی حرکت مستقیمہ۔اور سکون ارض منجانب اللہ اس کی قدرت واختیار سے ہے۔

---

(۱) تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان ج ۱ ص ۱۷۴

(۲) تفسیر کبیر، ج۱، جزء ثانی، ص۱۰۲، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

Marfat.com

اور اسی وجہ سے رب قدیر نے ارشاد فرمایا:۔

ان الله یمسك الخ ۔

قرآن عظیم کے وہی معنی لینے ہیں جو صحابہ وتابعین ومفسرین ومعتمدین نے لئے ۔ان سب کے خلاف وہ معنی لینا جن کا پتہ نصرانی سائنس میں ملے مسلمان کو کیسے حلال ہوسکتا ہے۔قرآن کریم کی تفسیر بالرائے اشد کبیرہ ہے جس پر حکم ہے۔

فلیتبوء مقعده من النار۔(۱)

وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

یہ تو اس سے بھی بڑھ کر ہوگا کہ قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے بھی نہیں بلکہ رائے نصاریٰ کے موافق ۔والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

یہ حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہ صحابی جلیل القدر ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اسرار سکھائے۔ان کا لقب ہی صاحب سر رسول اللہ ﷺ ہے۔

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے اسرار حضور کی باتیں پوچھتے ،اور عبداللہ تو عبداللہ ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا: کہ یہ جو فرمائیں اسے مضبوط تھامو۔

تمسکوا بعهد ابن مسعود۔(۲)

اور ایک حدیث میں ارشاد ہے:۔

رضیت لامتی مارضیلها ابن ام عبد وکرهت لامتی

---

(۱) مشکوۃ شریف ص ۳۵، کتاب العلم، فصل ثانی، مطبوعہ اصح المطابع، دہلی

(۲) ترمذی شریف ج ۲، ص ۱۲۱، اصح المطابع دہلی۔

Marfat.com

ماكره لها ابن ام عبد۔ (۱)

میں نے اپنی امت کے لئے پسند فرمایا جواس کے لئے عبداللہ ابن مسعود پسند کریں میں نے اپنی امت کے لئے ناپسند رکھا جواس کے لئے ابن مسعود ناپسند رکھیں اور خود ان کے علم قرآن کواس درجہ ترجیح بخشی کہ ارشاد فرمایا:۔

استقرأو القرآن من اربعة من عبدالله ابن مسعود الحديث۔ (۲)

قرآن چار شخصوں سے پڑھو۔ سب میں پہلے عبداللہ ابن مسعود کا نام لیا۔

یہ حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم میں بروایت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس ﷺ ہے۔ اور عجائب نعمائے الہیہ سے۔ آیۂ کریمہ "ان تزولا" کی یہ تفسیر اور یہ کہ محور پر حرکت بھی موجب زوال ہے چہ جائے حرکت علی المدار۔ ہم نے دو صحابی جلیل القدر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ دونوں کی نسبت حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ یہ جو بات تم سے بیان کریں اس کی تصدیق کرو۔ دونوں حدیثیں جامع ترمذی شریف کی ہیں۔

اول: ماحدثكم ابن مسعود فصدقوه۔ (۳)

ترجمہ: ابن مسعود جو تم سے بیان کریں اس کی تصدیق کرو۔

دوم: ماحدثكم حذيفة فصدقوه۔ (۴)

---

(۱) فیض القدیر، شرح جامع صغیر، ج ۴ ص ۳۳ مطبع دار المعرفۃ بیروت لبنان۔

(۲) مشکوۃ شریف، باب جامع المناقب، فصل اول ص ۵۷۴، مطبوعہ اصح المطابع، دہلی۔

(۳) ترمذی شریف، ج ۲، ابواب المناقب، ص ۱۲۱، اصح المطابع دہلی۔

(۴) ترمذی شریف، ج ۲، ابواب المناقب، ص ۱۲۱، اصح المطابع دہلی۔

Marfat.com

ترجمہ: حذیفہ جو تم سے بیان کریں اس کی تصدیق کرو۔

اب یہ تفسیر ان دونوں حضرات کی نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ اسے مانو۔ اس کی تصدیق کرو۔ والحمد للہ رب العلمین۔

ہمارے معنی کی تو یہ عظمت شان ہے کہ مفسرین سے ثابت، تابعین سے ثابت، اجلۂ صحابہ کرام سے ثابت۔ خود حضور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام سے اس کی تصدیق کا حکم۔ اور عنقریب ہم بفضل اللہ تعالیٰ اور بہت آیات اور صدہا احادیث اور اجماع امت اور خود اقرار مجاہد کبیر سے اس معنی کی حقیقت اور زمین کا سکون مطلق ثابت کریں گے۔ وباللہ التوفیق۔

آپ نے جو معنی لئے۔ کیا کسی صحابی، کسی تابعی، کسی امام، کسی تفسیر۔ یا جانے دیجئے چھوٹی سی چھوٹی کسی اسلامی عام کتاب میں دکھا سکتے ہیں۔ کہ آیت کے معنی یہ ہیں۔ کہ زمین گرد آفتاب دورہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے صرف اتنا روکے ہوئے ہے کہ اس مدار سے باہر نہ جائے۔ لیکن اس پر اسے حرکت کرنے کا امر فرمایا ہے۔

حاش للہ! ہرگز کسی اسلامی رسالہ، پرچے، رقعہ سے اس کا پتہ نہیں دے سکتے، سوا سائنس نصاریٰ کے۔ آگے آپ انصاف کرلیں گے۔ کہ معنی قرآن وہ لئے جائیں یا یہ۔

محبا مخلصا! وہ کونسی نص ہے جس میں کوئی تاویل نہیں گڑھ سکتے۔ یہاں تک کہ قادیانی کافر نے خاتم النبیین میں تاویل گڑھ دی کہ رسالت کی افضلیت ان پر ختم ہوگئی۔ ان جیسا کوئی رسول نہیں۔

نانوتوی نے گڑھ دی کہ وہ نبی بالذات ہیں، اور نبی بالعرض۔ اور بالعرض

81207

Marfat.com

کا قصہ بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ ان کے بعد بھی اگر کوئی نبی ہو تو ختم نبوت کے خلاف نہیں۔ حتیٰ کہ یونہی کوئی مشرک ''لا الہ الا اللہ'' میں تاویل کر سکتا ہے۔

'الا' میں حصر ہے یعنی اللہ کے برابر کوئی خدا نہیں۔ اگر چہ اس سے چھوٹے بہت سے ہوں۔ جیسے حدیث میں:۔

''لافتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار''۔(۱)

ترجمہ:۔ جوان نہیں مگر علی تلوار نہیں مگر ذوالفقار۔

دوسری حدیث میں:۔

لا وجع الا وجع العین ولا ھم الا ھم الدین۔(۲)

ترجمہ: درد نہیں مگر آنکھ کا درد۔ اور پریشانی نہیں مگر قرض کی پریشانی۔

ایسی تاویلوں پر خوش ہونا نہ چاہئے بلکہ جو تفسیر ماثور ہے اس کے حضور سر رکھ دیا جائے۔ اور جو مسئلہ تمام مسلمانوں میں مشہور و مقبول ہے مسلمان اسی پر اعتقاد لائے

محبی مخلصی اللہ عزوجل نے آپ کو پکا مستقل سنی کیا ہے آپ جانتے ہیں کہ اب سے پہلے رافضی جو مرتد نہ تھے کاہے سے رافضی ہوئے۔ کیا اللہ یا قرآن یا رسول یا قیامت وغیرہ ضروریات دین سے کسی کے منکر تھے ہرگز نہیں انہیں اسی نے رافضی کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت نہ کی محبا دل کو صحابہ کی عظمت سے مملو کر لینا فرض ہے۔ انہوں نے قرآن کریم صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا۔ حضور سے اس کے معانی سیکھے۔ ان کے ارشاد کے آگے اپنی فہم ناقص کی وہ نسبت سمجھنی بھی ظلم ہے جو

---

(۱) موضوعات کبیر ص ۸۱ مطبوعہ مجتبائی دہلی تالیف علامہ ملا علی قاری ہروی حنفی علیہ الرحمہ

(۲) فیض القدیر، شرح جامع صغیر، ج ۶ ص ۴۳۹ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

Marfat.com

ایک علامہ تبحر کے حضور کسی جاہل گنوار بے تمیز کو صحابہ اور خصوصاً حذیفہ وعبداللہ بن مسعود جیسے صحابہ کی یہ کیا عظمت ہوئی۔ اگر ہم خیال کریں کہ جو معنی قرآن عظیم سے انہوں نے سمجھے غلط ہیں، ہم جو سمجھے وہ صحیح ہیں۔ میں آپ کو اللہ عزوجل کی پناہ میں دیتا ہوں اس سے کہ آپ کے دل میں ایسا خطرہ بھی گزرے۔"فاللہ خیر حافظ وھوارحم الراحمین"

میں امید واثق رکھتا ہوں کہ اسی قدر اجمال جمیل آپ کے انصاف جزیل کو بس ہو۔

اب قدرے تفصیل بھی عرض کروں۔

(۱) زوال کے اصل معنی سرکنا، ہٹنا، جانا، حرکت کرنا، بدلنا ہیں۔

قاموس المحیط میں ہے:۔

" الزوال الذھاب و الاستحالۃ:۔(۱)

اسی میں ہے:۔

'کل ماتحول (او تغیر من الاستواء الی اعوج) فقد حال واستحال ۔(۲)

ترجمہ: قاموس میں ہے:۔

زوال یعنی جانا اور حالت بدلنا۔ جو چیز بدل جائے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے۔قد حال واستحال ۔

---

(۱) قاموس المحیط، ج۱،ص۳۹۱مطبوعہ السعادۃ مصر

(۲) قاموس المحیط، ج۳،ص۳۶۲مطبوعہ مصر

Marfat.com

ایک نسخہ میں ہے:۔

كل ما تحرك او تغير ۔

ترجمہ: ہر وہ شی جو حرکت کرے یا متغیر ہو جائے۔

یونہی عباب میں ہے:۔

تحول او تحرك۔

تاج العروس میں ہے۔:۔

ازال الله تعالیٰ زواله ای اذهب الله حركته۔(۱) کا معنی ہے۔ اذهب الله حركته۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کی حرکت ختم کردی۔ وزال زواله۔ کا معنی ہے۔ ذهبت حركته۔ یعنی اس کی حرکت ختم ہوگئی۔

نہایہ ابن اثیر میں ہے:۔

فی حديث جندب الجهنی والله لقد خالطه سهمی ولو كان زائنة لتحرك الزائلة كل شیء من الحيوان يزول عن مكانه ولا يستقرقد كان هذا المرمیٰ قد سكن نفسه لا يتحرك لئلا يحس به فيجهز عليه ۔(۲)

جندب جہنی کی حدیث میں ہے۔ بخدا! سہمی نے اس سے ملا دیا، اگر وہ جنبش کرنے والی ہوتی تو ضرور جنبش کرتی۔ اس لئے کہ ہر حیوان اپنی جگہ سے جنبش یعنی حرکت کرتا ہے، قرار نہیں پکڑتا۔ اور یہ مرکز از خود پر سکون ہو گیا تھا حرکت نہیں کرتا، تاکہ اس کا احساس نہ کرے۔

---

(۱) تاج العروس فی جواہر القاموس، ج ۷، ۳۶۲ خیریہ جمالیہ مصر

(۲) نہایہ ابن اثیر۔ ج ۲ باب الزای مع الواس ص ۱۴۱ مطبوعہ خیریہ مصر

Marfat.com

(الف) دیکھو زوال بمعنیٰ حرکت ہے۔ اور قرآن عظیم نے آسمان و زمین سے اس کی نفی فرمائی تو حرکت زمین و حرکت آسمان دونوں باطل ہوئیں۔

(ب) زوال جانا اور بدلنا ہے۔ حرکت محوری میں بدلنا ہے، اور مدار پر حرکت میں جانا بھی، تو دونوں کی نفی ہوئی۔

(ج) نیز نہایہ و درمنثور امام جلال الدین سیوطی میں ہے:۔

" الزوال الانزعاج بحيث لا يستقر على المكان وهو الزوال بمعنى واحد۔(۱)

ترجمہ:۔ "الزويل ،الا نزعاج" کا معنی ہے اس طور پر حرکت کرنا۔ کہ اپنی جگہ پر نہ ٹھہرے۔ اور" زويل وزوال "دونوں ایک معنی میں ہیں۔

قاموس میں ہے:۔

زعجه واقله وقلعه من مكانه۔ كازعجه فانزعج۔

لسان میں ہے:۔

الازعاج نقيض القرار۔

تاج میں ہے:۔

قلق الشئى قلقا هو ان لا يستقر فى مكان واحد۔

مفردات امام راغب میں ہے:۔

قرفى مكانه ثبت ثبوتا جامدا و اصله من القروهو البرد وهو

---

(۱) نہایہ ابن اثیر۔ ج ۲، ص ۴۵، مطبوعہ خیریہ مصر

Marfat.com

یقتضی السکون والحر یقتضی الحرکۃ۔

قاموس میں ہے:۔

قر بالمکان ثبت وسکن کاستقر۔

دیکھو زوال انزعاج ہے، اور انزعاج قلق، اور قلق مقابل قرار، اور قرار سکون ،تو زوال مقابل سکون ہے۔ اور مقابل سکون نہیں مگر حرکت۔ تو ہر حرکت زوال ہے۔ قرآن عظیم آسمان وزمین کے زوال سے انکار فرماتا ہے لاجرم انکی ہر گونہ حرکت کی نفی فرماتا ہے۔

(د) صرح میں ہے:۔

"زائلۃ" جنبیدہ وروندہ وآئندہ۔ زمین اگر محور پر حرکت کرتی جنبیدہ ہوتی، اور مدار پر تو آئندہ وروندہ بھی۔ بہرحال زائلہ ہوتی۔ اور قرآن عظیم اس کے زوال کو باطل فرماتا ہے۔ لاجرم ضرور اس سے ہر نوع حرکت زائل۔

(۲) کریمہ:۔

وان کان مکرھم لتزول منه الجبال ،(پ۱۳۔ع۱۹)

ترجمہ:۔ ان کا مکر اتنا نہیں جس سے پہاڑ جگہ سے ٹل جائیں۔

یا اگرچہ ان کا مکر ایسا بڑا ہو کہ جس سے پہاڑ ہل جائیں۔ یہ قطعاً ہماری ہی مؤید اور ہر گونہ حرکت جبال کی نفی ہے۔

(الف) ہر عاقل بلکہ غبی تک جانتا ہے کہ پہاڑ ثابت وساکن ومستقر ایک جگہ جمے ہوئے ہیں جن کو اصلاً جنبش نہیں۔

تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے:۔

Marfat.com

ثبوت الجبل یعرفہ الغبی والذکی۔

ترجمہ:۔ پہاڑ کا ایک جگہ جما ہوا ہونا ایسا بدیہی ہے کہ اسے ہر غبی وذکی جانتا ہے۔

قرآن عظیم میں ان کو ''رواسی'' فرمایا۔ ''راسی'' ایک جگہ جما ہوا پہاڑ۔ اگر ایک انگل بھی سرک جائے گا قطعاً ''زال الجبل'' صادق آئے گا۔ نہ یہ کہ تمام دنیا میں لڑھکتا پھرے۔ اور ''زال الجبل'' نہ کہا جائے۔ ثبات وقرار ثابت رہے۔ کہ ابھی دنیا سے آخرت کی طرف گیا ہی نہیں زوال کیسے ہو گیا۔ اپنی منقول عبارت جلالین دیکھئے۔ پہاڑ کے اسی ثبات واستقرار پر شرائع اسلام کو اس سے تشبیہ دی ہے جن کا ذرہ بھر ہلانا ممکن نہیں۔

(ب) اسی عبارت جلالین کا آخر دیکھئے۔ کہ تفسیر دوم پر آیت

''وَتَخِرُّ الجِبَالُ هَدًّا'' (پارہ ۱۶، مریم ع ۸ آیت ۹۰)

کے مناسب ہے۔ یعنی ان کی ملعون بات ایسی سخت ہے جس سے قریب تھا کہ پہاڑ ڈھ کر گر پڑتے۔

یوں ہی معالم التنزیل میں ہے:۔

وھو معنیٰ قولہ تعالیٰ وتخر الجبال ھدا۔(۱)

یہ مضمون ابوعبیدہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

---

(۱) تفسیر معالم التنزیل، جلد ۳ ص ۴۰

Marfat.com

نیز ابن جریر ضحاک سے راوی ہوئے:۔

كقوله تعالىٰ "وتخر الجبال هدا"۔

اسی طرح قتادہ شاگرد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ظاہر ہے کہ ڈھ کر گرنا اس جنگل سے بھی اسے نہ نکال دے گا جس میں تھا۔ نہ کہ دنیا سے۔ ہاں جما ہوا ساکن مستقر نہ رہے گا۔ تو اسی کو زوال سے تعبیر فرمایا۔ اور اسی کی نفی زمین سے فرمائی۔ تو وہ ضرور جمی ہوئی ساکن مستقر ہے۔

(ج) رب عزوجل نے سیدنا موسیٰ علےٰ نبینا الکریم وعلیہ الصلاۃ والتسلیم سے فرمایا:۔

لَنْ تَرَانِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِيْ،

(پ۹۔ع ٦)

ترجمہ:۔ تم ہرگز مجھے نہ دیکھو گے۔ ہاں پہاڑ کی طرف دیکھو اگر وہ اپنی جگہ ٹھیرا رہے تو عنقریب تم مجھے دیکھ لو گے۔

پھر فرمایا:۔

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا۔

(پارہ ۹، ع ۷۔ آیت ۱۷۳)

ترجمہ:۔ جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی اسے ٹکڑے کر دیا اور موسیٰ غش کھا کر گرے۔

کیا ٹکڑے ہو کر دنیا سے نکل گیا۔ یا ایشیا۔ یا اس ملک سے۔ اس معنی پر تو ہرگز جگہ۔ سے نہ ٹلا۔ ہاں وہ خاص محل جس میں جما ہوا تھا وہاں جما نہ رہا۔ تو معلوم ہوا اسی

Marfat.com

قدر عدم استقرار کو کافی ہے۔ اور اوپر گذرا کہ عدم استقرار عین زوال ہے۔ زمین بھی جہاں جمی ہوئی ہے وہاں سے سر کے تو بیشک زائلہ ہوگی اگرچہ دنیا یا مدار سے باہر نہ جائے۔

(د) اس آیہ کریمہ کے نیچے تفسیر ارشاد العقل السلیم میں ہے۔

وان کان مکرھم فی غا یة المتانة و الشدة معدا لازالة الجبال عن مقارھا۔ (۱)

ترجمہ:۔ پہاڑوں کو اپنے مستقر سے الگ کرنے کے لئے ان کا مکر چاہے جتنا ٹھوس وسخت ہو۔

نیشاپوری میں ہے:۔

ازالة الجبال عن اماکنھا۔ (۲)

ترجمہ:۔ پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹانا۔

خازن میں ہے:۔

زال عن اماکنھا۔ (۳)

ترجمہ:۔ اپنی جگہوں سے ہٹے۔

کشاف میں:۔

تنقلع عن اماکنھا۔ (۴)

---

(۱) تفسیر ارشاد العقل السلیم ج ۶، ص ۲۳۹، سورۂ ابراہیم

(۲) تفسیر غرائب القرآن، ورغائب الفرقان، جلد ۱۳، ص ۱۶۸

(۳) تفسیر خازن، ج ۳، ص ۸۶

(۴ کشاف، ج ۲، ص ۳۸۳

Marfat.com

مدارک میں ہے:۔

تنقلع عن اما کنها۔ (۱)

ترجمہ:۔اپنی جگہ سے نکل جاتے ہیں۔

اسی کے مثل آپ نے کمالین سے نقل کیا۔

یہاں بھی مکان ومقر سے قطعاً وہی قرار ہے جو آیت کریمہ:۔

فان استقر مکانه۔ میں تھا۔ارشاد کاارشاد" مقار ها" جاہاے قرار۔اور کشاف کالفظ" تنقلع" خاص قابل لحاظ ہے۔کہ اکھڑ جانے ہی کو زوال بتایا۔

(۵) سعید بن منصور نے اپنے سنن اور ابن ابی حاتم تفسیر میں حضرت ابو مالک غزوان غفاری کوفی استاذ امام سید کبیر وتلمیذ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:۔

وان کان مکرهم تزول منه الجبال قال تحر کت ۔(۲)

انھوں نے صاف تصریح کر دی کہ زوال جبال ان کا حرکت کرنا جنبش کھانا ہے۔اسی کی زمین سے نفی ہے۔ولله الحمد۔

(۳) اوپر گزرا کہ زوال مقابل قرار وثبات ہے۔اور قرار وثبات حقیقی سکون مطلق ہے۔دربارۂ قرار عبارت امام راغب گزری۔

اور قاموس میں ہے:۔

المثبت کمکرم من لا احراك به من المرض وبکسر الباء الذی

---

(۱) مدارک التنزیل،ج ۳،ص ۸۵

(۲) الدر المنثور بالتفسیر الماثور،جلد ۴،ص ۹۰

Marfat.com

ثقل فلم یبرح الفراش وداء ثبات بالضم معجز عن الحرکۃ۔(۱)

ترجمہ:۔ "مثبت، مکرم" کی طرح وہ شخص ہے جس کو بیماری کی وجہ سے حرکت نہ ہو۔ باقی کسرہ کے ساتھ " مثبت "وہ شخص جو بھاری ہوگیا اور بستر سے نہ اٹھ سکا۔ اور "داء ثابت "کہا جاتا ہے ایسی بیماری کو جو حرکت کرنے سے روک دے'' مگر توسعاً قرار وثبات ایک حالت پر بقا کو کہتے ہیں اگر چہ اس میں سکون مطلق نہ ہو۔ تو اس کا مقابل زوال اسی حالت سے انفصال ہوگا۔ یوں ہی مقر ومستقر ومکان ہر جسم کے لئے حقیقۃ وہ سطح۔ یا بعد مجرد۔ یا موہوم ہے جو جمیع جوانب سے اس جسم کو حاوی اور اس سے ملاصق ہے۔ یعنی علمائے اسلام کے نزدیک وہ فضائے متصل جسے یہ جسم بھرے ہوئے ہے۔ ظاہر ہے وہ ہلنے سرکنے سے بدل گئی۔ لہٰذا اس حرکت کو حرکت اینیہ کہتے ہیں۔ یعنی جس سے دم بدم این کہ مکان وجائے کا نام ہے بدلتا ہے۔ یہی جسم کا مکان خاص ہے اور اسی میں قرار وثبات حقیقی ہے۔ اس کے لئے یہ بھی ضروری کہ وضع بھی نہ بدلے۔ کرہ اپنی جگہ قائم رہ کر اپنے محور پر گھومے۔ مکان نہیں بدلتا مگر اسے قار وثابت وساکن نہ کہیں گے بلکہ زائل وحائل ومتحرک۔ پھر اسے توسع کے طور پر'' بیت'' بلکہ ''دار'' بلکہ محلے، بلکہ شہر، بلکہ ملک، بلکہ کثیر ملکوں کے حاوی حصہ زمین مثل ایشیا، بلکہ ساری زمین، بلکہ تمام دنیا کو مقر ومستقر ومکان کہتے ہیں۔

قال تعالیٰ:۔

وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ۔(پ۱۔ع۴۔)

---

(۱) قاموس المحیط، ج۱، ص۱۴۵

Marfat.com

اور اس سے جب تک جدائی نہ ہوا سے قرار و قیام بلکہ سکون سے تعبیر کرتے ہیں اگرچہ ہزاروں حرکات پر مشتمل ہو۔ و لہٰذا، کہیں گے۔ کہ موتی بازار، بلکہ لاہور، بلکہ پنجاب، بلکہ ہندوستان، بلکہ ایشیا، بلکہ زمین ہمارے مجاہد کبیر کا مسکن ہے۔ وہ ان میں سکونت رکھتے ہیں۔ وہ ان کے ساکن ہیں۔ حالانکہ ہر عاقل جانتا ہے کہ سکون و حرکت متبائن۔ مگر یہ معنی مجازی ہیں۔ لہٰذا جائے اعتراض نہیں۔ لاجرم محل نفی میں ان کا مقابل زوال بھی انھیں کی طرح مجاز و توسع ہے۔ اور وہ نہ ہوگا جب تک ان سے انتقال نہ ہو۔ کفار کی وہ قسم کہ:۔ "مالنا من زوال" اسی معنی پر تھی۔ یہ قسم نہ کھاتے تھے کہ ہم ساکن مطلق ہیں، چلتے پھرتے نہیں۔ نہ یہ کہ ہم ایک شہر، یا ملک کے پابند ہیں۔ اس سے منتقل نہیں ہو سکتے۔ بلکہ دنیا کی نسبت قسم کھاتے تھے کہ ہمیں یہاں سے آخرت میں جانا نہیں۔

اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنیَا وَنحیِی وَنَمُوتُ وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِینَ۔

(پارہ ۷ ع ۹ آیت ۳۷)

ترجمہ:۔ یہی تو ہماری زندگی ہے کہ ہم جیتے ہیں اور مرتے ہیں اور ہمیں اٹھنا نہیں۔

مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ یَمُوتُ۔

ترجمہ:۔ اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنے حق میں حد کی کوشش سے کہ اللہ مردے نہ اٹھائے گا۔

لاجرم تیسری آیہ کریمہ میں زوال سے مراد دنیا سے آخرت میں جانا ہو۔ نہ یہ

Marfat.com

کہ دنیا میں ان کا چلنا پھرنا زوال نہیں، قطعاً حقیقی زوال ہے۔ جس کی سندیں اوپر سن چکے۔ اور عظیم شافی بیان آگے آتا ہے۔ مگر یہاں اس کا ذکر ہے جس کی قسم کھاتے تھے اور وہ نہ تھا مگر دنیا سے انتقال۔ معنی مجازی کے لئے قرینہ درکار ہوتا ہے۔ یہاں قرینہ ان کے یہی اقوال بعینہ ہیں۔ بلکہ خود اسی آیت کے صدر میں قرینہ صریحہ مقالیہ موجود کہ روز قیامت ہی کے سوال و جواب کا ذکر ہے فرماتا ہے:۔

وَاَنذِرِ النَّاسَ یَوۡمَ یَاۡتِیۡہِمُ الۡعَذَابُ فَیَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا رَبَّنَاۤ اَخِّرۡنَاۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ ۙ نُّجِبۡ دَعۡوَتَکَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمۡ تَکُوۡنُوۡۤا اَقۡسَمۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ مَا لَکُمۡ مِّنۡ زَوَالٍ ۔ (پارہ ۱۳۔ ع ۱۹۔ آیت ۴۴)

ترجمہ: اور لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ جب ان پر عذاب آئے گا۔ تو ظالم کہیں گے اے ہمارے رب! تھوڑی دیر ہمیں مہلت دے۔ کہ ہم تیرا بلانا مانیں اور رسولوں کی غلامی کریں۔ تو کیا تم پہلے قسم نہ کھا چکے تھے کہ ہمیں دنیا سے کہیں ہٹ کر جانا نہیں۔

لیکن کریمہ:۔

ان اللہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا۔

میں کوئی قرینہ نہیں۔ تو معنی مجازی لینا کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ قطعاً زوال اپنے معنی حقیقی پر رہے گا۔ یعنی قرار و ثبات و سکون حقیقی کا چھوڑنا اس کی نفی ہے تو ضرور سکون کا اثبات ہے۔ ایک جگہ معنی مجازی میں استعمال دیکھ کر دوسری جگہ بلا قرینہ مجاز مراد لینا ہرگز حلال نہیں۔

(۴) نہیں نہیں بلا قرینہ نہیں۔ بلکہ خلاف قرینہ۔ یہ اور سخت تر ہے کہ کلام اللہ میں پوری تحریف معنوی کا پہلو دے گا۔ رب عزوجل نے ''یمسک'' فرمایا ہے

Marfat.com

امساک روکنا، تھامنا، بند کرنا ہے۔ ولہٰذا جو زمین کے پانی کو بہنے نہ دے، روک رکھے اسے ''مسك'' اور ''مساك'' کہتے ہیں۔ ''انھار و ابحار'' کو نہیں کہتے۔ حالانکہ ان میں بھی پانی کی حرکت وہیں تک ہوگی جہاں تک احسن الخالقین جل وعلا نے اس کا امکان دیا ہے۔

قاموس میں ہے:۔

امسکہ حبسہ الممسك محرکة الموضع یمسك الاناء کالمساك کسحاب" (۱)

یوں تو دنیا بھر میں کوئی حرکت کبھی بھی زوال نہ ہو۔ کہ جہاں تک احسن الخالقین تعالیٰ نے امکان دیا ہے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔

(۵) اگر ان معنی مجازی کو نہ لیجیے بلکہ کہئے کہ زوال عام ہے۔ مکان ومستقر حقیقی خاص سے۔ سرکنا اور موقع عام اور موطن اعم اور اعم از اعم سے جدا ہونا۔ سب اس کے فرد ہیں۔ تو ہر ایک پر اس کا اطلاق حقیقت ہے۔ جیسے زید وعمرو وبکر وغیرھم کسی فرد کو انسان کہنا۔ تو اب بھی قرآن کریم کا مفاد، زمین کا وہی سکون مطلق ہوگا، نہ کہ اپنے مدار سے باہر نہ جانا۔ ''تزولا'' فعل ہے اور محل نفی میں وارد ہے۔ اور علم اصول میں مصرح ہے کہ فعل قوۃ نکرہ میں ہے۔ اور نکرہ حیز نفی میں عام ہوتا ہے۔ تو معنی آیت یہ ہوئے۔ کہ آسمان وزمین کو کسی قسم کا زوال نہیں۔ نہ موقع عام سے، نہ مستقر حقیقی خاص سے۔ اور یہی سکون حقیقی ہے۔ وللہ الحمد۔

---

(۱) قاموس، ج ۳، ص ۳۱۹۔

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ ہمارے مجاہد کبیر کو اپنی عبارت میں ہر جگہ قید بڑھانی پڑی۔ کہ زمین کا اپنے اماکن سے زائل ہو جانا اس کا زوال ہوگا۔ زائل ہو جانا قطعاً مطلقاً زوال ہے۔ زائل ہو جانا زوال کا ترجمہ ہی تو ہے۔ مکان خاص سے ہو خواہ اماکن سے۔ مگر اول کے اخراج کو اس قید کی حاجت ہوئی۔

یونہی فرمایا: زمین کا زوال اس کے اماکن سے، پھر فرمایا: جن اماکن میں اللہ تعالیٰ نے اس کو امساک کیا ہے اس سے باہر سرک نہیں سکتی۔ پھر فرمایا: اپنے مدار میں امساک کردہ شدہ ہے اس سے زائل نہیں ہو سکتی۔ اور نفی کی جگہ فرمایا: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کے سکون فی مکانہ کی تصریح فرما دی مگر زمین کے بارے میں ایسا نہیں فرمایا۔ یہاں جمع اماکن کا ظاہر کر دیا۔ مگر رب عزوجل نے تو ان میں سے کوئی قید نہ لگائی۔ مطلق "یمسك" فرمایا ہے۔ اور مطلق "ان تزولا" اللہ آسمان زمین ہر ایک کو روکے ہوئے ہے۔ کہ سرکنے نہ پائے۔ یہ نہ فرمایا کہ اس کے مدار میں روکے ہوئے ہے۔ یہ نہ فرمایا: کہ ہر ایک کے لئے اماکن عدیدہ ہیں، ان اماکن سے باہر نہ جانے پائے۔ تو اس کا بڑھانا کلام الٰہی میں اپنی طرف سے پیوند لگانا ہوگا۔ از پیش خویش قرآن عظیم کے مطلق کو مقید، عام کو مخصوص بنانا ہوگا۔ اور یہ ہرگز روا نہیں۔

اہل سنت کا عقیدہ ہے جو ان کی کتب عقائد میں مصرح ہے کہ۔

النصوص تحمل علی ظواهر ها"(۱)

ترجمہ:۔ کتاب وسنت کے نصوص معانی ظاہرہ پر محمول ہوتے ہیں۔

---

(۱) شرح عقائد، ص، ۱۱۹

Marfat.com

بلکہ تمام ضلالتوں کا بڑا پھاٹک یہی ہے۔ کہ بطور خود نصوص کو ظاہر سے پھیریں۔ مطلق کو مقید، عام کو مخصوص کریں۔ "مالکم من زوال" کی تخصیص واضح سے "ان تزولا" کو بھی مخصوص کر لینا اس کی نظیر یہی ہے کہ:۔

"اِنَّ اللّٰہَ علٰی کُلِ شئٍ قَدِیرٌ۔ (پارہ، ا ع ۲)

ترجمہ:۔ بیشک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

کی تخصیص دیکھ کر:۔

"اِن اللّٰہ بِکُلِ شئیٍ عَلِیمٌ۔ (پ، ۲۸ ع ۲)

ترجمہ:۔ بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

کو بھی مخصص مان لیں۔ کہ جس طرح وہاں ذات وصفات ومحالات زیر قدرت نہیں یونہی معاملہ صاف ہوگیا۔ کہ ذات وصفات ومحالات کا معاذ اللہ علم بھی نہیں۔ زیادہ تشفی بحمدہ تعالیٰ نمبر ۸ میں آتی ہے۔ جس سے واضح ہو جائے گا کہ اللہ ورسول وصحابہ و مسلمین کے کلام میں یہاں یعنی خاص محل نزاع میں زوال سے مطلقاً ایک جگہ سے سرکنا مراد ہوا ہے اگر چہ اماکن معینہ سے باہر نہ جائے۔ یا زوال کفار کی طرح دنیا خواہ مدار چھوڑ کر الگ بھاگ جانا۔ فانتظر۔

(٦) لاجرم وہ جنہوں نے خود صاحب قرآن ﷺ سے قرآن کریم پڑھا۔ خود حضور اقدس ﷺ سے اس کے معانی سیکھے، انہوں نے آیہ کریمہ کو ہر گونہ زوال کی نافی اور سکون مطلق حقیقی کی مثبت بتایا۔

سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر نے حضرت شقیق ابن سلمہ سے (کہ زمانہ رسالت پائے ہوئے تھے) روایت کی۔ اور یہ حدیث ابن جریر

Marfat.com

بسند صحیح برجال صحیحین بخاری ومسلم ہے:۔

حدثنا ابن بشار حدثنا عبدالرحمٰن ثناسفیان عن الاعمش عن ابی وائل قال جاء رجل الی عبدالله رضی الله تعالیٰ عنه فقال: من این جئت ؟-قال : من الشام فقال من لقیت قال لقیت کعبا فقال: ما حدثك کعب ؟ قال: حدنی ان السمٰوٰت تدور علی منکب ملك فقال :صدقته او کذبته؟ قال : ما صدقته ولا کذبته قال: لو ددت انك افندیت من رحلتك الیه براحلتك ارحلها۔ کذب کعب ،ان الله یقول :ان الله یمسك السمٰوٰت والارض ان تزولا -ولئن زالتا ان امسکهما من احد من بعده ۔ زادغیر ابن جریر وکفی بها زوالا ان تدورا ۔'(۱)

ترجمہ:-ایک صاحب حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوئے فرمایا! کہاں سے آئے ہو؟ عرض کی : شام سے ،فرمایا:وہاں کس سے ملے؟ عرض کی: کعب سے فرمایا: کعب نے تم سے کیا بات کی؟ عرض کی: یہ کہا کہ آسمان ایک فرشتے کے شانے پر گھومتے ہیں فرمایا:تم نے اس میں کعب کی تصدیق کی یا تکذیب؟ عرض کی : کچھ نہیں ،(یعنی جس طرح حکم ہے کہ جب تک اپنی کتاب کریم کا حکم نہ معلوم ہو اہل کتاب کی باتوں کو سچ نہ جانو نہ جھوٹ) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کاش تم اپنا اونٹ اوراس کا کجاوہ سب اپنے اس سفر سے چھٹکارے کو دیدیتے ۔کعب نے جھوٹ کہا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بیشک اللہ آسمانوں

---

(۱) جامع البیان ،جز۲۲،ص۹۴،مطبوعہ بیروت

Marfat.com

اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں۔ اور اگر وہ سرکیں تو اللہ کے سوا انہیں کون تھامے۔ گھومنا ان کے سرک جانے کو بہت ہے۔

نیز محمد طبری نے بسند صحیح براصول حنفیہ برجال بخاری ومسلم حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کے استاذ الاستاذ امام اجل ابراہیم نخعی سے روایت کی:۔

حدثنا جرير عن مغيرة عن ابراهيم قال: ذهب جندب البجلی الی كعب الاحبار ثم رجع فقال له عبدالله: حدثنا ماحدثك فقال: حدثنی ان السماء فی قطب كقطب الرحا قال: عبدالله لو ددت انك افتديت رحلتك بمثل رحلتك ثم قال: ما تنكب اليهودية فی قلب عبد فكادت ان تفارقه ثم قال: ان الله يمسك السمٰوٰت والارض ان تزولا، ولئن زالتا ان امسكهما ... وكفی بهازوالا ان تدورا۔(۱)

ترجمہ:- جندب بجلی کعب احبار کے پاس جا کر واپس آئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہو کعب نے تم سے کیا کہا؟ عرض کی: یہ کہا کہ آسمان چکی کی طرح ایک کیلی میں ہے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: مجھے تمنا ہوئی کہ تم اپنے ناقہ کے برابر مال دے کر اس سفر سے چھٹ گئے ہوتے۔ یہودیت کی خراش جس دل میں لگتی ہے پھر مشکل ہی سے چھوٹتی ہے۔ اللہ تو فرما رہا ہے: بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ نہ سرکیں۔ ان کے سرکنے کو گھومنا ہی کافی ہے۔

عبد ابن حمید نے قتادہ شاگرد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی:۔

---

(۱) جامع البیان، جز ۲۲، ص ۹۵

Marfat.com

ان كعباً كان يقول :ان السماء تدور على نصب مثل الرحا فقال حذيفة بن اليمان رضی اللہ تعالیٰ عنهما: كذب كعب ـ ان الله يمسك السمٰوٰت والارض ان تزولا ـ(۱)

ترجمہ:- کعب کہا کرتے کہ آسمان ایک کیلی پر دورہ کرتا ہے جیسے چکی کی کیلی ـ اس پر حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: کعب نے جھوٹ کہا۔ بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ جنبش نہ کریں۔

دیکھو ان اجلۂ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مطلق حرکت کو زوال مانا اور اس پر انکار فرمایا۔ اور قائل کی تکذیب کی۔ اور اسے بقایائے خیالات یہودیت سے بتایا۔ کیا وہ اتنا نہ سمجھ سکتے تھے کہ ہم کعب کی ناحق تکذیب کیوں فرمائیں؟۔ آیت میں تو زوال کی نفی فرمائی، اور ان کا یہ پھرنا، چلنا، اپنے اماکن میں ہے جہاں تک احسن الخالقین تعالیٰ نے ان کو حرکت کا امکان دیا ہے وہاں تک ان کا حرکت کرنا ان کا زوال نہ ہوگا۔ مگر ان کا ذہن مبارک اس معنی باطل کی طرف نہ گیا، نہ جا سکتا تھا۔ بلکہ اس کے ابطال ہی کی طرف گیا، اور جانا ضرور تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً زوال کی نفی فرمائی ہے نہ کہ خاص زوال عن المدار کی۔ تو انہوں نے روا نہ رکھا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے یہ پیوند لگالیں۔ لاجرم اس پر رد فرمایا اور اس قدر شدید واشد فرمایا۔ وللہ الحمد۔

تنبیہ:- کعب احبار تابعین اخیار سے ہیں۔ خلافت فاروقی میں یہودی سے مسلمان ہوئے۔ کتب سابقہ کے عالم تھے۔ اہل کتاب کی احادیث اکثر بیان

---

(۱) الدر المنثور، ج ۵، ص ۲۵۵

Marfat.com

کرتے۔انہیں میں سے یہ خیال تھا جس کی تغلیط ان اکابر صحابہ نے قرآن عظیم سے فرمادی۔تو کذب کعب کے یہ معنی ہیں کہ کعب نے غلط کہا، نہ یہ کہ معاذ اللہ قصداً جھوٹ کہا۔کذب بمعنی اخطاء محاورہ حجاز ہے۔اور خراش یہودیت بمشکل چھوٹنے سے یہ مراد کہ ان کے دل میں علم یہود بھرا ہوا تھا۔وہ تین قسم ہے۔باطل صریح۔وحق صحیح۔اور مشکوک۔کہ جب تک اپنی شریعت سے اس کا حال نہ معلوم ہو حکم ہے کہ اس کی تصدیق نہ کرو۔ممکن کہ ان کی تحریفات یا خرافات سے ہو، نہ تکذیب کرو۔ممکن کہ توریت یا تعلیمات سے ہو۔اسلام لاکر قسم اول کا حرف حرف قطعاً ان کے دل سے نکل گیا۔قسم دوم کا علم اور مسجل ہوگیا۔یہ مسئلہ قسم سوم بقایائے علم یہود سے تھا جس کے بطلان پر آگاہ نہ ہوکر انھوں نے یہ بیان کیا۔اور صحابہ کرام نے قرآن عظیم سے اس کا بطلان ظاہر فرمادیا۔یعنی یہ نہ توریت سے ہے، نہ تعلیمات سے۔بلکہ ان خبیثوں کی خرافات سے۔تابعین صحابہ کرام کے تابع وخادم ہیں۔مخدوم اپنے خدام کو ایسے الفاظ سے تعبیر کرسکتے ہیں اور مطلب یہ ہے جو ہم نے واضح کیا۔وللہ الحمد۔

(۷) اس ساری تحریر میں مجھے آپ سے اس فقرے کا زیادہ تعجب ہوا۔ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کے سکون فی مکانہ کی تصریح فرمادی۔مگر زمین کے بارے میں ایسا نہ فرمایا، خاموشی فرمائی۔اسے آپ نے اپنی مشکل کا حل تصور کیا۔کعب احبار نے آسمان ہی کا گھومنا بیان کیا تھا۔اور یہود اسی قدر کے قائل تھے۔زمین کو وہ بھی ساکن مانتے تھے۔بلکہ ۱۵۳۰ء سے پہلے (جس میں کوپرنکس نے حرکت زمین کی بدعت ضالہ کو کہ دو ہزار برس سے مردہ پڑی تھی جلایا) نصاریٰ بھی سکون ارض ہی کے قائل تھے۔اسی قدر یعنی صرف دورۂ آسمان کا ان

Marfat.com

حضرات عالیات کے حضور تذکرہ ہوا۔اس کی تکذیب فرمادی۔دورۂ زمین کہا کس نے تھا کہ اس کا رد فرماتے۔اگر کوئی صرف زمین کا دورہ کہتا صحابہ اسی آیہ کریمہ سے اس کی تکذیب کرتے۔اور اگر کوئی آسمان وزمین دونوں کا دورہ بتاتا صحابہ اسی آیت سے دونوں کا ابطال فرماتے۔جواب بقدر سوال دیکھ لیا، یہ نہ دیکھا کہ جس آیت سے وہ سند لائے اس میں آسمان وزمین دونوں کا ذکر ہے، یا صرف آسمان کا۔آیت پڑھئے صراحۃً دونوں ایک حالت پر مذکور ہیں۔دونوں پر ایک ہی حکم ہے۔جب حسب ارشاد صحابہ آیۃ کریمہ مطلق حرکت کا انکار فرماتی ہے اور وہ انکار آسمان وزمین دونوں کے لئے ایک نسق ایک لفظ ''ان تزولا'' میں ہے۔جس کی ضمیر دونوں کی طرف ہے۔تو قطعاً آیت نے زمین کی بھی ہر گونہ حرکت کو باطل فرمایا۔جس طرح آسمان کی۔

ایک شخص کہے: حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے آفتاب کو اپنے لئے سجدہ کرتے نہ دیکھا تھا۔اس پر عالم فرمائے وہ جھوٹا ہے۔آیۃ کریمہ ہے:۔

اِنِّی رَاَیتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوکَباً وَّالشَّمسَ وَالقَمَرَ رَاَیتُھُم لِی سَاجِدِینَ۔(پ،۱۲،ع،۱۱۔)

ترجمہ:۔کہ میں نے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھا۔اس کے بعد ایک دوسرا اٹھے اور چاند کو ساجد دیکھنے سے منکر ہو اور کہے قربان جایئے۔عالم نے سورج کے سجدہ کی تصریح فرمائی مگر چاند کے بارے میں ایسا نہ فرمایا خاموشی فرمائی۔اسے کیا کہا جائے گا۔اب تو آپ نے خیال فرمالیا ہوگا، کہ قائل حرکت ارض کو اجلۂ صحابہ کرام بلکہ خود صاف ظاہر نص قرآن عظیم سے گریز کے سوا کوئی چارہ نہیں۔اور یہ معاذ اللہ خسران مبین ہے۔جس سے اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب اہل

Marfat.com

سنت کو بچائے آمین۔

(۸) عجب کہ آپ نے آفتاب کا زوال نہ سنا اسے تو میں نے آپ سے بالمشافہ کہدیا تھا۔

(الف) حدیثوں میں کتنی جگہ "زالت الشمس" ہے(۱)

بلکہ قرآن عظیم میں ہے:۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ۔ (پ۱۵ع۹)

ترجمہ: نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے۔

تفسیر ابن مردویہ میں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے نبی ﷺ نے "لدلوك الشمس" کی تفسیر میں فرمایا: لزوال الشمس۔

ابن جریر نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

اتانی جبرئیل لدلوك الشمس حين زالت فصلى بى الظهر۔(۲)

ترجمہ: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے سورج ڈھلنے کے وقت یعنی جب سورج ڈھل گیا تو مجھے ظہر کی نماز پڑھائی۔

نیز ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالی عنہ سے:۔

کان رسول اللہ ﷺ یصلی الظهر اذا زالت الشمس ثم تلا اقم الصلاة لدلوك الشمس۔ (۳)

---

(۱) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور۔ ج ۴۔ ص ۱۹۵ (۲) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور۔ ج ۴۔ ص ۱۹۵

(۳) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور۔ ج ۴۔ ص ۱۹۵

Marfat.com

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا۔

پھر تلاوت فرمائی ،،اقم الصلاۃ لدلوك الشمس (نماز پڑھو سورج ڈھلنے کے بعد)

نیز مثل سعید ابن منصور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے:۔

دلو کھا زوالھا۔

بزار و ابوالشیخ و ابن مردویہ نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے:۔

دلوك الشمس زوالها۔ (۱)

عبدالرزاق نے مصنف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے:۔

دلوك الشمس اذا زالت عن بطن السماء۔ (۲)

ترجمہ: دلوک الشمس اس وقت ہوگا جب سورج بیچ آسمان سے ڈھل جائے۔

مجمع بحار الانوار میں ہے:۔

زاغت الشمس مالت و زالت عن اعلی درجات ارتفاعها۔ (۳)

ترجمہ: زاغت الشمس کا معنی ہے سورج مائل ہو گیا۔ وہ اس وقت بولا جاتا ہے جب سورج اعلیٰ درجہ ارتفاع سے ہٹ جائے۔

فقہ میں وقت زوال ہر کتاب میں مذکور اور عوام تک کی زبانوں پر مشہور۔ کیا اس وقت آفتاب اپنے مدار سے باہر نکل جاتا ہے اور احسن الخالقین جل وعلا نے جہاں تک کی حرکت کا اسے امکان دیا ہے اس سے آگے پاؤں پھیلاتا ہے؟ حاشا! مدار ہی میں رہتا ہے اور پھر زوال ہو گیا۔ یونہی زمین اگر دورہ کرتی ضرور اسے زوال ہوتا

---

(۱) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور۔ ج ۴۔ ص ۱۹۵ (۲) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور۔ ج ۴۔ ص ۱۹۵

(۳) مجمع بحار الانوار۔ ج ۲۔ ص ۴۵۶

Marfat.com

اگر چہ مدار سے نہ نکلتی۔

اس پر اگر یہ خیال جائے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ سرکنا تو آفتاب کو ہر وقت ہے پھر ہر وقت کو زوال کیوں نہیں کہتے تو یہ محض جاہلانا سوال ہوگا۔ وجہ تسمیہ مطرد نہیں ہوتی۔ کتب میں یہ مشہور حکایت ہے کہ مطرد ماننے والے سے پوچھا؟ جر جیر یعنی چینے کو کہ ایک قسم کا ناج ہے جر جیر کیوں کہتے ہیں؟ کہا: لا نہ یتجر جر علی الا رض اس لئے کہ وہ زمین پر جنبش کرتا ہے کہا: تمہاری داڑھی کو جر جیر کیوں نہیں کہتے؟ یہ بھی تو جنبش کرتی ہے۔ قارورے کو قارورہ کیوں کہتے ہیں؟ کہا: لا ن الماء یقر فیھا۔ اس لئے کہ اس میں پانی ٹھہرتا ہے۔ کہا: تمہارے پیٹ کو قارورہ کیوں نہیں کہتے؟ اس میں بھی تو پانی ٹھہرتا ہے۔ یہاں تین ہی موضع ممتاز تھے۔ افق شرقی، وغربی، ودائرۂ نصف النہار، ان سے سرکنے کا نام طلوع وغروب رکھا کہ یہی انسب وجہ تمایز تھا۔ اور اس سے تجاوز کو زوال کہا اگر چہ جگہ سے زوال آفتاب کو بلاشبہ ہر وقت ہے۔

آیت کریمہ "وَالشَّمۡسُ تَجۡرِی لِمُسۡتَقَرٍّ لَّهَا" میں عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت ہے۔ لمستقر لھا۔ (۱)

یعنی سورج چلتا ہے کسی وقت اسے قرار نہیں۔ اوپر گزرا کہ قرار کا مقابل زوال ہے جب کسی وقت قرار نہیں تو ہر وقت زوال ہے اگر چہ تسمیہ میں ایک زوال معین کا نام زوال رکھا۔

غرض کلام اس میں ہے کہ احادیث مرفوعہ سید عالم ﷺ و آثار صحابہ کرام و اجماع

---

(۱) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور۔ ج ۴۔ ص ۱۹۵

Marfat.com

اہل اسلام نے آفتاب کا اپنے مدار میں رہ کر ایک جگہ سے سرکنے کو زوال کہا۔ اگر زمین متحرک ہوتی تو یقیناً ایک جگہ سے اس کا سرکنا ہی زوال ہوتا اگر چہ مدار سے باہر نہ جاتی۔ لیکن قرآن عظیم صاف ارشاد میں اس کے زوال کا انکار فرما رہا ہے۔ تو قطعاً واجب کہ زمین اصلاً متحرک نہ ہو۔

(ب) بلکہ خود یہی زوال کہ قرآن وحدیث وفقہ وزبان جملہ مسلمین سب میں مذکور، قائلان دورۂ زمین اسے زمین ہی کا زوال کہیں گے۔ کہ وہ حرکت یومیہ اسی کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ یعنی آفتاب یہ حرکت نہیں کرتا بلکہ زمین اپنے محور پر گھومتی ہے۔ جب وہ حصہ جس پر ہم ہیں گھوم کر آفتاب سے آڑ میں ہو گیا تو رات ہوئی، جب گھوم کر آفتاب کے سامنے آیا کہتے ہیں آفتاب نے طلوع کیا۔ حالانکہ زمین یعنی اس حصہ ارض نے جانب شمس رخ کیا۔ جب اتنا گھوما کہ آفتاب ہمارے سروں کے محاذی ہوا یعنی ہمارا دائرۂ نصف النہار مرکز شمس کے مقابل آیا دوپہر ہو گیا۔ جب زمین یہاں سے آگے بڑھی دوپہر ڈھل گیا۔ کہتے ہیں آفتاب کو زوال ہوا حالانکہ زمین کو ہوا۔ یہ ان کا مذہب ہے۔ اور صراحۃً قرآن عظیم کا مکذب ومکذب ہے۔ مسلمین تو مسلمین بیروت وغیرہ کے سفہاری قائلان حرکت ارض بھی جن کی زبان عربی ہے اس وقت کو وقت زوال اور دھوپ گھڑی کو مزولہ کہتے ہیں۔ یعنی زوال پہچاننے کا آلہ، اور اگر ان سے کہئے کیا شمس زوال کرتا ہے؟ کہیں گے نہیں بلکہ زمین۔ حالانکہ وہ مدار سے باہر نہ گئی۔ تو آپ کی تاویل موافقین ومخالفین کسی کو بھی مقبول نہیں۔

(ج) اوروں سے کیا کام۔ آپ تو بفضلہٖ تعالیٰ مسلمان ہیں۔ ابتدائے وقت ظہر زوال سے جانتے ہیں۔ کیا ہزار بار نہ کہا ہوگا کہ زوال کا وقت ہے۔ زوال

Marfat.com

ہونے کو ہے۔ زوال ہو گیا۔ کا ہے سے زوال ہوا؟ دائرۂ نصف النہار سے۔ کس کا زوال ہوا؟ آپ کے نزدیک زمین کا۔ کہ اسی کی حرکت محوری سے ہوا۔ حالانکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: کہ زمین کو زوال نہیں۔ اب خود مان کر کہ زمین متحرک ہو تو روزانہ اپنے مدار کے اندر ہی رہکر اسے زوال ہوتا ہے۔ دنیا سے زوال کفار پیش کرنے کا کیا موقع رہا؟ انصاف شرط ہے اور قرآن عظیم کے ارشاد پر ایمان لازم۔ و باللہ التوفیق

(د) یہاں سے بحمدہ تعالیٰ حضرت معلم التحیات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد کی خوب توضیح ہو گئی کہ صرف حرکت محوری زوال کو بس ہے۔

(۹) بحمدہ تعالیٰ تین آیتیں یہ گزریں۔

آیت:۔(۱) اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ۔

آیت۔(۲) ولئن زالتا۔

آیت۔ (۳) لدلوك الشمس۔

(نمبر ایک سے تین تک کا ترجمہ گزر چکا)

آیت۔(۴) فلما افلت۔(پ ۷ ع ۱۵)

ترجمہ:۔ جب وہ ڈوب گیا۔

آیت۔(۵) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ۔

آیت۔(۶) حَتّٰى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا۔ (پ ۱۶، ع ۲)

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ پہونچا اسے ایسی قوم پر نکلتا پایا

Marfat.com

جن کے لئے ہم نے سورج سے کوئی آڑ نہیں رکھی۔

اور ان سب سے زائد۔

آیت۔(۷)وَتَرَی الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَزٰوَرُ عَنْ کَہْفِہِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَ اِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُہُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ ہُمْ فِیْ فَجْوَۃٍ مِّنْہُ ذٰلِکَ مِنْ آیَاتِ اللّٰہِ ۔(پ،۱۵،ع،۱۴۔)

ترجمہ:۔تو آفتاب کو دیکھے گا جب طلوع کرتا ان کے غار سے داہنی طرف مائل ہوتا ہے اور جب ڈوبتا ہے ان سے بائیں طرف کتراجاتا ہے۔حالانکہ وہ غار کے کھلے میدان میں ہیں۔یہ قدرت الٰہی کی نشانیوں سے ہیں۔

یونہی صدہا احادیث ارشاد سید عالم ﷺ خصوصاً حدیث صحیح بخاری ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے:۔

قال النبی ﷺ لابی ذر حین غربت الشمس اتدری این تذہب ؟ قلت اللہ و رسولہ اعلم قال: فانہا تذہب حتی تسجد تحت العرش فتستاذن فیوذن لہا و یوشك ان تسجد فلا یقبل منہا و تستاذن فلا یوذن لہا یقال لہا :ارجعی من حیث جئت فتطلع من مغربہا فذلك قولہ تعالیٰ : والشمس تجری لمستقر لہا ذلك تقدیر العزیز العلیم۔(۱)

(پارہ ۲۳،سورہ یٰسین،ع۱)

ترجمہ:۔غروب شمس کے وقت حضور ﷺ نے حضرت ابوذر سے فرمایا:

---

(۱) صحیح البخاری،ج ۱،ص ۴۵۴۔

Marfat.com

کہ کیا تم جانتے ہو کہ سورج کہاں جارہا ہے؟ حضرت ابوذر نے عرض کیا: کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں حضور نے ارشاد فرمایا: کہ جاتا ہے یہاں تک کہ زیر عرش سجدہ کرتا ہے اور اجازت مانگتا ہے تو طلوع کی اجازت دیدی جاتی ہے۔ اور عنقریب وہ ایسا سجدہ کرے گا جو نہ قبول کیا جائے گا۔ اور طلوع کی اجازت چاہے گا تو اس کو اجازت نہیں ملے گی۔ سورج سے کہا جائے گا۔ کہ جہاں سے آیا ہے وہاں چلا جا تو مغرب سے طلوع ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لئے یہ حکم زبردست حکم والے کا۔

یونہی ہزارہا آثار صحابہ عظام وتابعین کرام واجماع امت جن سب میں ذکر ہے کہ آفتاب طلوع وغروب کرتا ہے۔ آفتاب کو وسط شمال سے زوال ہوتا ہے۔ آفتاب کی طرح روشن دلائل ہیں کہ زمین ساکن محض ہے۔ بدیہی ہے۔ اور خود مخالفین کو تسلیم کہ طلوع وغروب زوال نہیں مگر حرکت یومیہ سے۔ تو جس کے یہ احوال ہیں حرکت یومیہ اسی کی حرکت ہے۔ تو قرآن عظیم واحادیث متواترہ واجماع امت سے ثابت کہ حرکت یومیہ حرکت شمس ہے نہ کہ حرکت زمین۔ لیکن اگر زمین حرکت محوری کرتی تو حرکت یومیہ اسی کی حرکت ہوتی۔ جیسا کہ مزعوم مخالفین ہے۔ تو روشن ہوا کہ زعم سائنس باطل ومردود ہے۔ پھر شمس کی حرکت یومیہ جس سے طلوع وغروب وزوال ہے، نہ ہوگی مگریوں کہ وہ گرد زمین دورہ کرتا ہے۔ تو قرآن وحدیث واجماع امت سے ثابت ہوا کہ آفتاب حول ارض دائر ہے۔ لاجرم زمین مدار شمس کے جوف میں ہو تو بحمد اللہ تعالیٰ آیات متکاثرہ واحادیث متواترہ واجماع امت طاہرہ سے واضح ہوا کہ زمین کی حرکت محوری ومداری دونوں باطل ہیں۔ وللہ الحمد۔

Marfat.com

زیادہ سے زیادہ مخالف یہاں یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ غروب تو حقیقۃً شمس کے لئے ہے کہ وہ غیبت ہے اور آفتاب ہی اس حرکت زمین کے باعث نگاہ سے غائب ہوتا ہے۔ اور زوال حقیقۃً زمین کے لئے ہے کہ یہ ہٹتی ہے نہ کہ آفتاب۔ اور طلوع حقیقۃً کسی کیلئے نہیں کہ طلوع صعود اور اوپر چڑھنا ہے۔

حدیث میں ہے:۔

لکل حد مطلع ۔

نہایہ و درنثیر و مجمع البحار و قاموس میں ہے:۔

ای مصعد یصعد الیه من معر فة علمه۔(۱)

نیز ثلاثہ اصول و تاج العروس میں ہے:۔

مطلع الجبل مصعده۔

حدیث میں ہے:۔

طلع المنبر۔

مجمع البحار میں ہے:۔

ای علاه ۔

ظاہر ہے کہ زمین آفتاب پر نہیں چڑھتی اور مخالف کے نزدیک آفتاب بھی اس وقت زمین پر نہ چڑھا کہ طلوع اس کی حرکت سے نہیں لاجرم طلوع سرے سے باطل محض ہے مگر مکان زمین کو حرکت زمین محسوس نہیں ہوتی انہیں وہم گزرتا ہے کہ آفتاب

---

(۱) نہایہ ابن اثیر۔ ج ۳۔ ص ۴۶۔ درنثیر۔ ج ۵۔ ص ۴۶۔
مجمع بحار الانوار۔ ج ۳۔ ص ۴۵۷

Marfat.com

چلتا، چڑھتا، ڈھلتا ہے۔ لہٰذا طلوع وزوال شمس کہتے ہیں۔ یہ کوئی کافر کہہ سکے مسلمان کیوں کر روا رکھ سکے۔ کہ جو ... وہم جو لوگوں کو گزرتا ہے۔ قرآن عظیم بھی معاذ اللہ اسی وہم پر چلا ہے۔ اور واقع کے خلاف طلوع و زوال کو آفتاب کی طرف نسبت فرما دیا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

لا جرم مسلمان پر فرض ہے کہ حرکت شمس وسکون زمین پر ایمان لائے۔

واللہ الھادی۔

(۱۰) سورۂ طٰہٰ وسورۂ زخرف دو جگہ ارشاد ہوا ہے:۔

الذی جعل لکم الا رض مھدا ۔(سورۂ طٰہٰ آیت ۵۳، زخرف آیت ۱۰)

دونوں جگہ صرف کوفیوں مثل امام عاصم نے جن کی قرأت ہند میں رائج ہے "مھداً" پڑھا۔ باقی تمام ائمہ قرات نے "مھادا" بزیادت الف۔ دونوں کے معنی ہیں بچھونا۔ جیسے فرش وفراش یونہی۔ مھد و مھاد۔

(الف) پس قرأت عام ائمہ نے قرأت کوفی کی تفسیر فرمادی کہ "مھد" سے مراد فرش ہے۔

مدارک شریف سورۂ طٰہٰ میں ہے:۔

"مھدا" کوفی و غیرھم مھادا و ھما لغتان لما یبسط ای الفرش ۔ (۱)

اسی کی طرح سورۂ زخرف میں ہے:۔

"مھدا" کوفی و غیرھم مھادا ای موضع قرار ۔

---

(۱) مدارک التنزیل۔ ج ۲۔ ص ۲۳۰

Marfat.com

معالم شریف میں ہے:۔

قرأ اهل الكوفة مهدا ههنا فی الزخرف فيكون مصدرا ای فرشا و قرء الاخرون مهدااى فرشا و هو اسم لما يفرش كالبساط ۔(۲)

تفسیر ابن عباس میں دونوں جگہ ہے:۔

''مهادا'' ،فرشا ۔(۳)

نیز یہی مضمون قرآن عظیم کی بہت آیات میں ارشاد ہے۔

فرماتا ہے:۔

الم نجعل الارض مهادا۔

فرماتا ہے:۔

والارض فرشنها فنعم الماهدون۔

(سورۂ ذاریات پارہ ۲۷ آیت ۴۸)

ترجمہ:۔اور زمین کو ہم نے فرش کیا تو ہم کیا ہی اچھے بچھانے والے ہیں۔

فرماتا ہے:۔والله جعل لكم الارض بساطا ۔

(پارہ ۲۹ سورہ نوح آیت ۱۹)

ترجمہ:۔اور اللہ نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا۔

فرماتا ہے:۔

الذی جعل لكم الارض فراشا۔

---

(۱) معالم التنزیل۔ج ۳۔ص ۲۲۰۔

(۲) تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس، ص ۲۹۵۔

Marfat.com

اور قرآن کی بہتر تفسیر وہ ہے کہ خود قرآن کریم فرمائے۔

(ب) بچے ہی کا مہد ہو تو وہ کیا اس کے بچھونے کو نہیں کہتے۔

جلالین سورۂ زخرف میں ہے۔

''مہادا'' فراشا کالمہد للصبی۔(۱)

لاجرم حضرت شیخ سعدی و شاہ ولی اللہ نے ''مہدا'' کا ترجمہ ''طہٰ'' میں فرش اور ''زخرف'' میں بساط ہی کیا۔ اور شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر نے دونوں جگہ بچھونا۔

(ج) گہوارہ ہی لو تو اس سے تشبیہ آرام میں ہوگی، نہ کہ حرکت میں۔ ظاہر کہ زمین اگر بفرض باطل جنبش بھی کرتی تو اس سے نہ ساکنوں کو نیند آتی ہے، نہ گرمی کے وقت ہوا لاتی ہے۔ تو گہوارہ سے اسے بحیثیت جنبش مشابہت نہیں۔ ہے تو بحیثیت آرام و راحت ہے۔ خود گہوارہ سے اصل مقصد یہی ہے، نہ کہ ہلانا۔ تو وجہ شبہ وہی ہے نہ یہ۔ لاجرم اسی کو مفسرین نے اختیار کیا۔

(د) لطف یہ کہ علماء نے اس تشبیہ مہد سے بھی زمین کا سکون ہی ثابت کیا، بالکل نقیض اس کا جو آپ چاہتے ہیں۔

تفسیر کبیر میں ہے:۔

کون الارض مہادا انما حصل لاجل کونہا واقفۃ ساکنۃ ولما کان المہد موضع الراحۃ لصبی جعل الارض مہادا لکثیرۃ مافیہا من الراحات۔(۱)

---

(۱) جلالین، سورہ زخرف۔ ص ۶۴۸

(۲) تفسیر کبیر، ج ۶، ص ۴۱۴، مطبوعہ دار الفکر، بیروت۔

Marfat.com

ترجمہ:۔ زمین کو بچھونا ہونا اس وجہ سے حاصل ہوا ہے کہ وہ واقف وساکن ہے۔ اور اس وجہ سے کہ وہ ایسی مخصوص صفتوں سے موصوف ہے جن کے لحاظ سے اس میں زراعت اور مکانات کی تعمیر کا انتفاع ممکن ہے۔ چونکہ مہد بچے کے لئے آرام گاہ ہے۔ اسی وجہ سے زمین کو بھی مہد بنایا کہ اس میں بہت سے آرام ہیں۔

خازن میں ہے:۔

(جَعل لَکُم الا رضَ مِھَا دا) معناہ واقفۃ ساکنۃ یمکن الانتفاع بھا ولما کان المھد موضع راحۃ للصبی فلذالك سمی الارض مھادالکثرۃ ما فیھا من الراحۃ للخلق۔(۱)

خازن میں ہے:۔

(جَعل لَکُم الا رضَ مھدا)۔

تمہارے لئے زمین کو مہد بنایا، اس کا معنی واقف وساکن ہے جس کا معنی یہ ہے کہ زمین واقف وساکن ہے۔ جس سے فائدہ اٹھانا ممکن ہے۔ اور چونکہ مہد کا معنی ہے، بچے کی راحت کی جگہ۔ اسی وجہ سے زمین کو مہاد سے موسوم کیا گیا۔ کہ مخلوق کے لئے اس میں بہت سی راحتیں میسر ہیں۔

خطیب شربینی پھر فتوحات الٰہیہ میں زیر آیہ کریمہ زخرف میں ہے:۔

ای لو شاء جعلھا متحرکۃ فلا یمکن الانتفاع بھا فالانتفاء بھا ان یحصل لکونھا مسطحۃ قارۃ ساکنۃ۔(۲)

---

(۱) تفسیر خازن۔ج۴۔ص۱۰۲۔

(۲) حاشیہ الجمل علی الجلالین۔ج۴۔ص۷۷۔

Marfat.com

ترجمہ:۔ اگر اللہ چاہتا تو اسے متحرک کر دیتا اور ممکن الانتفاع نہ ہوتا۔ اس سے انتفاع اس وجہ کر حاصل ہوا کہ وہ مسطح قرار اور ساکن ہے۔ اس ارشاد علماء پر کہ زمین متحرک ہوتی تو اس سے انتفاع نہ ہوتا۔ کاسہ لیسان فلسفہ جدیدہ کو اگر یہ شبہ لگے کہ اس کی حرکت محسوس نہیں۔ تو ان سے کہیے یہ تمہاری ہوس خام ہے۔ **فوز مبین** دیکھئے ہم نے خود فلسفہ جدیدہ کے مسلمات عدیدہ سے ثابت کیا ہے۔ کہ اگر زمین متحرک ہوتی جیسا وہ مانتے ہیں تو یقیناً اس کی حرکت ہر وقت سخت زلزلہ اور شدید آندھیاں لاتی۔ انسان حیوان کوئی اس پر نہ بس سکتا۔ زبان سے ایک بات ہانک دینا آسان ہے مگر اس پر جو قاہر ردہوں انکا اٹھانا ہزار ہا بانس پیرا تا ہے۔

(۱۱) دیباچہ میں جو آپنے دلائل حرکت زمین کتب انگیزیزی سے نقل فرمائے الحمدللہ ان میں کوئی نام کو تام نہیں، سب پا در ہوا ہیں۔ زندگی بالخیر ہے تو آپ انشاء اللہ تعالیٰ ان سب کا رد بلیغ فقیر کی کتاب **فوز مبین** کی فصل چہارم میں دیکھیں گے۔ بلکہ وہ آٹھ سطریں جو میں نے اول میں لکھ دی ہیں کہ یورپ والوں کو طریقہ استدلال اصلاً نہیں آتا، انہیں اثبات دعویٰ کی تمیز نہیں، انکے اوہام جن کو بنام دلیل پیش کرتے ہیں یہ یہ علتیں رکھتے ہیں۔ منصف ذی فہم مناظرہ داں کے لئے وہی ان کے رد میں بس ہیں۔ کہ یہ دلائل بھی انہیں علتوں کے پابند ہوس ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ آپ جیسے دین دار اور سنی مسلمان کو تو اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ ارشاد قرآن عظیم و نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم و مسئلہ اسلامی با جماع امت گرامی کے خلاف کیوں کر کوئی دلیل قائم ہو سکتی ہے۔ اگر بالفرض اس وقت ہماری سمجھ میں اس کا رد نہ آئے جب بھی یقیناً وہ مردود اور قرآن و حدیث با جماع سچے۔ یہ ہے بحمد اللہ شان اسلام۔

Marfat.com

محبّ فقیر سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کوآیات ونصوص میں تاویلات دوراز کار کر کے سائنس کے مطابق کرلیا جائے۔ یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی، نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اسے خلاف ہے سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے۔ دلائل سائنس کو مردود و پامال کر دیا جائے۔ جا بجا سائنس ہی کے اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو۔ سائنس کا ابطال واسکات ہو۔ یوں قابو میں آئے گی۔ اور یہ آپ جیسے فہیم سائنس داں کو باذنہ تعالیٰ دشوار نہیں۔ آپ اسے بچشم پسند دیکھتے ہیں۔

ع۔ وعین الرضاء عن کل عیب کلیلۃ۔

ترجمہ:۔ حقیقی رضامندی ہر عیب کا پردہ پوش ہے۔ اس کے معائب مخفی رہتے ہیں۔

مولیٰ عزوجل کی عنایت اور حضور سید عالم ﷺ کی اعانت پر بھروسہ کر کے اس کے دعاوی باطلہ مخالف اسلام کو بنظر تحقیر ومخالفت دیکھئے، اس وقت انشاء اللہ العزیز القدیر اسکی ملمع کاریاں آپ پر کھلتی جائیں گی۔ اور آپ جس طرح اب دیوبندیہ مخذولین پر مجاہد ہیں یونہی سائنس کے مقابل آپ نصرت اسلام کے لئے تیار ہو جائیں گے کہ۔

ع۔ ولکن عین السخط تبدی المساویا۔

ترجمہ: لیکن حقیقی ناراضگی عیبوں کو ظاہر کر دیا کرتی ہے۔

حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی فرماتے ہیں۔

دشمن راہ خدا را خوار دار ☆ دزد را منبر منہ بر دار دار۔

Marfat.com

ترجمہ: خدا کے دشمنوں کو ذلیل وخوار کرو۔ اور چور کو منبر پر مت بٹھاؤ اسے سولی پر چڑھاؤ۔

رب کریم بجاہ نبی رؤف ورحیم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم ہمیں اور آپ اور ہمارے بھائیوں اہل سنت خادمان ملت کو نصرت دین حق کی توفیق بخشے اور قبول فرمائے۔ آمین الہ الحق آمین واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین۔ الحمد للہ رب العالمین۔ و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد و الہ وصحبہ وابنہ و حزبہ اجمعین۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تمت

Marfat.com

فہرست مضامین

شریعت اسلامیہ کے نزدیک زمین و آسمان دونوں ساکن ہیں ۱۷
حضرت حذیفہ بن الیمان صاحب سر رسول اللہ ﷺ ہیں ۲۰
فرمان نبی ﷺ ہے کہ قرآن پاک چار شخصوں سے پڑھو ۲۱
جو مسئلہ تمام مسلمانوں میں مشہور و مقبول ہے مسلمان اسی پر اعتقاد لائے ۲۳
زوال کے معنی ۲۴
قرآن عظیم نے آسمان و زمین کے متحرک ہونے کی نفی فرمائی ہے ۲۶
امساک کے معنی ۳۵
فعل قوۃ نکرہ میں ہے اور نکرہ حیز نفی میں عام ہوتا ہے ۳۵
قرآن پاک کے مطلق کو مقید عام کو مخصص بنانا جائز نہیں ۳۶
اجلۂ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مطلق حرکت کو زوال مانا ۴۰
کعب احبار تابعین اخیار سے ہیں ۴۰
نصاریٰ پہلے سکون ارض کے قائل تھے ۴۱
قرآن مجید سے ثبوت کہ زمین و آسمان دونوں ساکن ہیں ۴۷
حرکت یومیہ حرکت شمس سے ہے نہ کہ حرکت زمین سے ۴۹
زمین کی حرکت محوری و مداری دونوں باطل ہیں ۴۹
مسلمان پر فرض ہے کہ حرکت شمس و سکون زمین پر ایمان لائے ۵۱
علماء نے تشبیہ مہد سے بھی زمین کا سکون ہی ثابت کیا ہے ۵۳
فوز مبین فلسفہ جدید کے رد میں بہترین کتاب ہے ۵۵

Marfat.com

پروفیسر البرٹ کی پیشین گوئی کارد

معین مبین

بہر دور شمس وسکون زمین

۱۳۳۸ھ

تصنیف لطیف

مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ

باہتمام

امام احمد رضا اکیڈمی، حسین باغ بریلی شریف

ناشر

Marfat.com

نام کتاب....................	**معین مبین بھر دور شمس وسکون زمین**
مصنف....................	مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ
تصحیح کتابت....................	مولانا قاضی شہید عالم صاحب جامعہ نوریہ بریلی شریف
ترتیب جدید....................	مولانا محمد حنیف خاں صاحب، جامعہ نوریہ بریلی شریف
کمپوزر....................	مولوی محمد فضل حق متعلم جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف
ٹائپ سیٹنگ....................	محمد تطہیر خاں رضوی پرتاپوری
سنہ اشاعت....................	۱۴۲۳ھ ۲۰۰۳
تعداد....................	گیارہ سو (۱۱۰۰)

ملنے کے پتے

Marfat.com

حرف اول

بانکی پور (پٹنہ بھارت) کے انگریزی اخبار ''ا کسپریس شمارہ ۱۸/اکتوبر ۱۹۱۹ میں امریکی ہیئت دان پروفیسر البرٹ کی ہولناک پیش گوئی ۱۷/دسمبر ۱۹۱۹ء کے متعلق شائع ہوئی جس سے ہندوستان میں ہیجان پیدا ہوگیا۔ امام احمد رضا بریلوی سے اس کے بارے میں استفسار کیا گیا تو انہوں نے اس پیش گوئی کے رد میں ایک مفصل و مدلل مقالہ ''معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین'' قلم بند کیا۔

یہ مقالہ ماہنامہ ''الرضا'' (بریلی) کے دو شماروں صفر ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء ربیع الاول ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء میں شائع ہوا۔ اور ملک کے طول وعرض میں اس کی پذیرائی ہوئی۔

ماہنامہ نوری کرن (بریلی) جولائی ۱۹۶۳ء کے صفحہ ۱۷ تا ۲۳ پر مکمل مقالہ شائع ہوا ہفت روزہ ''افق'' کراچی ۲۲/جنوری ۱۹۸۰ء میں بھی مکمل مقالہ شائع کیا۔

پیش نظر مقالہ میں امام احمد رضا نے پروفیسر البرٹ کے رد میں ۱۷/دلائل پیش کیے۔ شیز نامی ایک عیسائی راہب، علامہ قطب الدین شیرازی، ابن ماجہ اندلسی، ہرشل کیم، ہرشل دوم، نسمٹ، کوسکی، راجر لانک وغیرہ کے مشاہدات وتجربات کا ذکر کیا ہے۔ پھر ماضی وحال کے تجربات ومشاہدات اور اپنے نتائج کی روشنی میں پروفیسر البرٹ کی پیش گوئی کو قطعاً رد فرمایا۔ خدا کی شان پیش گوئی بالکل باطل ثابت ہوئی اور امام احمد رضا نے جو کچھ کہا تھا حق ثابت ہوا۔ امام احمد رضا کا یہ مضمون مدیر ''الرضا'' (بریلی) مولانا حسنین رضا خاں کے مجمل نوٹ کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔

خلیل احمد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دارالافتاء میں ملک العلماء جناب مولانا ظفر الدین صاحب بہاری (رحمۃ اللہ علیہ) ارشدہ تلامذہ اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے بانکی پور کے انگریزی اخبار ایکسپریس ۱۸ راکتوبر ۱۹۱۹ء کے دوسرے ورق کا صرف پہلا کالم تراش کر بغرض ملاحظہ واستصواب حاضر کیا جس میں امریکہ کے منجم پروفیسر البرٹ کی ہولناک پیش گوئی ہے۔ جناب نواب وزیر احمد خانصاحب وجناب سید اشتیاق صاحب رضوی نے ترجمہ کیا جس کا خلاصہ یہ ہے۔

''۱۷ ردسمبر کو عطارد، مریخ، زہرہ، مشتری، زحل، نیپچون، یہ چھ سیارے جنکی طاقت سب سے زائد ہے۔ قران میں ہوں گے۔ آفتاب کے ایک طرف ۲۶ ردرجہ کے تنگ فاصلہ میں جمع ہوکر اسے بقوت کھینچیں گے، اور وہ ان کے ٹھیک مقابلہ میں ہوگا اور مقابلہ میں آتا جائے گا۔ ایک بڑا کوکب یورنیس سیاروں کا ایسا اجتماع تاریخ ہیئات میں کبھی نہ جانا گیا۔ یورنیس اور ان چھ میں مقناطیسی لہر آفتاب میں بڑے بھالے کی طرح سوراخ کرے گی۔ ان چھ بڑے سیاروں کے اجتماع سے جو بیس صدیوں سے نہ دیکھا گیا تھا ممالک متحدہ کو دسمبر میں بڑے خوفناک طوفان آب سے صاف کردیا جائے گا۔ یہ داغ شمس ۱۷ ردسمبر کو ظاہر ہوگا جو بغیر آلات کے آنکھ سے دیکھا جائیگا۔ ایسا داغ کہ بغیر آلات کے دیکھا جائے آج تک ظاہر نہ ہوا۔ اور ایک وسیع زخم آفتاب کے ایک جانب میں ہوگا۔ یہ داغ شمس کرہ ہوا میں تزلزل ڈالے گا۔

Marfat.com

طوفان، بجلیاں اور سخت مینہ اور بڑے زلزلے ہوں گے۔ زمین ہفتوں میں اعتدال پر آئے گی۔

محسن ملت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اس کا جواب حسب ذیل ارشاد فرمایا:

الجواب:..................

(ا) یہ سب اوہام باطلہ و ہوسات عاطلہ ہیں۔ مسلمانوں کو ان کی طرف اصلاً التفات جائز نہیں۔

منجم نے ان کی بنا کواکب کے طول وسطی پر رکھی جسے ہیأت جدیدہ میں طول بفرض مرکزیت شمس کہتے ہیں۔ اس میں وہ چھ کواکب باہم ۲۶/درجے ۲۳ دقیقے کے فصل میں ہوں گے۔ مگر یہ فرض خود فرض باطل ومطرود۔ اور قرآن عظیم کے ارشادات سے مردود ہے۔ نہ شمس مرکز ہے، نہ کواکب اس کے گرد متحرک۔ بلکہ زمین کا مرکز ثقل مرکز عالم ہے اور سب کواکب اور خود شمس اس کے گرد دائر۔

اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے۔

الشمس و القمر بحسبا ن۔ (پ ۲۷)

سورج اور چاند کی چال حساب سے ہے۔

اور فرماتا ہے :۔

و الشمس تجر ی لمستقر لها ذ لك تقد یر العزیز العلیم (پ ۲۳)

سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لئے یہ سادھا ہوا ہے زبردست علم والے کا۔

اور فرماتا ہے :۔

کل فی فلك یسبحو ن۔ (پ ۲۳)

Marfat.com

چاند سورج ایک گھیر میں پیر رہے ہیں۔

اور فرماتا ہے :۔

و سخر لکم الشمس و القمر دائبین۔ (پ۱۳)

تمہارے لئے چاند اور سورج مسخر کئے کہ دونوں باقاعدہ چل رہے ہیں۔

اور سورۂ رعد میں فرماتا ہے:۔

و سخر الشمس و القمر کل یجری لاجل مسمی ۔ (پ۱۳)

اللہ نے مسخر فرمائے چاند سورج ہر ایک ٹھہرائے وقت تک چل رہا ہے۔

بعینہ اسی طرح سورہ لقمان، سورہ ملک، سورہ زمر میں فرمایا۔ اس پر جو جاہلانہ اختراع پیش کرے اس کے جواب کو آیہ کریمہ تمہیں تعلیم فرمادی ہے۔

الا یعلم من خلق و ھو اللطیف الخبیر۔

کیا وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہے پاک خبردار۔

تو پیش گوئی کا سرے سے مبنیٰ ہی باطل ہے۔

(۲) یہ جسے طول بفرض مرکزیت شمس کہتے ہیں حقیقۃً کواکب کے اوساط معدلہ بتعدیل اول ہیں۔ جیسا کہ واقف علم زیجات پر ظاہر ہے۔ اور اوساط، کواکب کے حقیقی مقامات نہیں ہوتے بلکہ فرضی۔ اور اعتبار حقیقی کا ہے۔ ۷ ار دسمبر کو کواکب کے حقیقی مقامات یہ ہوں گے۔

Marfat.com

تقویم			
کوکب	برج	درجہ	دقیقہ
نیچوں	اسد	۱۱	۱۵
مشتری	،	۱۷	۵۴
زحل	سنبلہ	۱۱	۳۹
مریخ	میزان	۹	۱۰
زہرہ	عقرب	۹	۱۹
عطارد	قوس	۳	۳۰
شمس	،	۲۴	۳۰
یورنیس	دلو	۲۸	۲٦

ظاہر ہے کہ ان ٦ کا باہمی فاصلہ نہ ۲٦ درجے میں محدود۔ بلکہ ۱۱۲ درجے تک محدود۔ یہ تقویمیں اس دن تمام ہندوستان میں ریلوے وقت سے ساڑھے پانچ بجے شام اور نیویارک ممالک متحدہ امریکہ میں ۷ بجے صبح اور لندن میں دوپہر کے ۱۲ بجے ہوں گے۔ یہ فاصلہ ان تقویمات کا ہے۔ باہمی بعد اس سے قلیل مختلف ہوگا کہ عرض کی قوسیں چھوٹی ہیں۔ اس کے استخراج کی حاجت نہیں کہ کہاں ۲٦ اور کہاں ۱۱۲۔

Marfat.com

(٣) یہ کلام اسلامی اصول پر تھا اب کچھ عقلی بھی لیجئے ۔ یہ کہنا کہ دو ہزار برس سے ایسا اجتماع نہ دیکھا گیا بلکہ جب سے کواکب کی تاریخ شروع ہوئی ہے نہ جانا گیا۔ محض جزاف ہے ۔ مدعی اس پر دلیل رکھتا ہے تو پیش کرے ۔ ورنہ روز اول کواکب در کنار دو ہزار برس کے تمام زیجات بالاستیعاب اس نے مطالعہ کئے اور ایسا اجتماع نہ پایا۔ یہ بھی یقیناً نہیں تو دعوی بے دلیل باطل و ذلیل ۔ اور یورنیس اور نیچون تو اب ظاہر ہوئے ۔ اگلے زیجات میں ان کا پتہ کہاں۔ مگر یہ کہ اوساط موجودہ سے بطریق تفریق ان کے ہزاروں برس کے اوساط نکالے ہوں۔ یہ بھی ظاہر انفی ہے اور دعوی محض ادعا۔

(٤) کیا سب کواکب نے آپس میں صلح کر کے آزار آفتاب پر ایکا کر لیا ہے؟ یہ تو محض باطل ہے۔ بلکہ مسئلہ جاذبیت اگر صحیح ہے تو اس کا اثر سب پر ہے۔ اور قریب تر پر قوی تر اور ضعیف تر پر شدید تر۔ اور ۷ ار دسمبر کو اوساط کواکب کا نقشہ یہ ہے۔

کوکب	درجہ	دقیقہ
مشتری	١٢٩	٢٠
نیپچون	١٢٩	٥٣
زہرہ	١٤٢	٤٢
عطارد	١٥٣	٥٠
مریخ	١٦٤	١٧
زحل	١٥٥	٤٣
یورنیس	٣٣٠	٥٧

Marfat.com

اور ظاہر ہے کہ آفتاب ان سے ہزاروں درجے بڑا ہے۔ جب اتنے بڑے پر ٦ ر کی کھینچ تان اس کا منہ زخمی کرنے میں کامیاب ہوگی تو زحل کہ اس سے نہایت صغیر وحقیر ہے، پانچ کی کشاکش اور ادھر سے یورنیس کی مار امار یقیناً اس کو فنا کر دینے کو کافی ہوگی۔ اور اس کے اعتبار سے ان کا فاصلہ اور بھی تنگ صرف ۲۵ ر درجے۔

(۵) مریخ زحل سے بھی بہت چھوٹا ہے اور اس کے لحاظ سے فاصلہ اور بھی کم۔ فقط ساڑھے ۲۴ ر درجے۔ تو یہ پانچ ہی مل کر اسے پاش پاش کر دیں گے۔

(٦) عطارد تو سب میں چھوٹا اور اس کے حساب سے باقی ۱۳ ر ہی درجہ کے فاصلہ میں ہے۔ تو ۲٦ ر کا آدھا ہے۔ تو یہ تین عظیم ہاتھی مع یورنیس اس چھوٹی سی چڑیا کے ریزہ ریزہ کر دینے کو بہت ہیں۔ منجم نے اسی مضمون میں کہا کہ دو سیارے ملے ہوئے کافی ہیں، ایک چھوٹا داغ شمس میں پیدا کرنے، اور ایک چھوٹا طوفان برپا کرنے میں۔ اور تین ان میں سے بڑا طوفان اور بڑا داغ اور چار فی الحقیقت ایک بہت بڑا طوفان اور بہت بڑا داغ۔ جب آفتاب میں تین اور چار کا یہ عمل ہے تو بیچارے عطارد و مریخ چار اور پانچ کے آگے کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ اور زحل پر تو اکھٹے چھ جمع ہیں تو جو نسبت ان کو آفتاب سے ہے اسی نسبت سے ان پر اثر زیادہ ہونا لازم و واجب تھا۔ کہ یہ کھینچنے والوں سے چمٹ جائیں۔ لیکن ان میں نافریت بھی رکھی ہے، وہ انہیں تمرد پر لائے گی۔ جس کا صاف نتیجہ ان کا ریزہ ریزہ ہو کر جواذب میں گم جانا۔ جیسا کہ ہمیشہ مشہور ہے کہ کمزور چیز نہایت قوی قوت سے کھینچی جائے۔ اگر دوسری طرف اس کا تعلق ضعیف ہے کھنچ آئے گی، ورنہ ٹکڑے ہو جائے گی۔ یہ سب اگر نہ ہوگا تو کیوں؟ حالانکہ آفتاب پر اثر ضرب شدید کا مقتضی یہی ہے۔ اور ہوگا تو غنیمت ہے۔

Marfat.com

کہ آفتاب کی جان چھوٹی وہ آپس میں کٹ مر کر فنا ہوں گے۔ نہ آفتاب کے اس طرف ۶ رہیں گے، نہ اس کے زخم آئے گا۔

بالجملہ پیش گوئی محض باطل اور پادر ہوا ہے۔ غیب کا علم اللہ عز وجل کو ہے۔ پھر اس کی عطا سے اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خلق میں جو چاہے کرے۔ اگر اتفاقاً بمشیت الٰہی معاذ اللہ ان میں سے بعض، یا فرض کیجئے کہ سب باتیں واقع ہو جائیں جب بھی پیش گوئی قطعاً یقیناً جھوٹی ہے۔ کہ وہ جن اوضاع کواکب پر مبنی ہیں وہ اوضاع فرضی ہیں۔ اور اگر بفرض غلط واقعی بھی ہوتے نتائج جن اصول پر مبنی ہیں وہ اصول محض بے اصل من گڑھت ہیں۔ جن کا مہمل و بے اثر ہونا خود اسی اجتماع نے روشن کر دیا۔ اگر جاذبیت صحیح ہے تو یہ اجتماع نہ چاہیئے۔ اور اگر یہ اجتماع قائم ہے تو جاذبیت کا اثر غلط ہے۔ بہر حال پیش گوئی باطل ہے۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

(۷) جاذبیت پر ایک سہل سوال اوج و حضیض شمس سے ہوتا ہے جس کا ہر سال مشاہدہ ہے۔ نقطہ اوج پر کہ اس کا وقت تقریباً سوم جولائی ہے۔ آفتاب زمین سے غایت بعد پر ہوتا ہے۔ اور نقطہ حضیض پر کہ تقریباً سوم جنوری ہے۔ غایت قرب پر یہ تفاوت اکتیس لاکھ میل سے زائد ہے۔ کہ تفتیش جدید میں بعد اوسط نو کروڑ، اونتیس لاکھ میل بتایا گیا ہے۔ اور ہم نے حساب کیا مابین المرکزین دو درجے پینتالیس ثانیئے یعنی ۲،۰۵۲۱۲ ہے۔ تو بعد ابعد ۹۴۴۵۸۰۲۶ میل ہوا۔ اور بعد اقرب ۹،۱۳،۴۱،۹۷۴ میل تفاوت ۳۱،۱۶،۰۵۲ میل اگر زمین آفتاب کے گرد اپنے مدار بیضی پر گھومتی ہے جس کے مرکز اسفل میں آفتاب ہے۔ جیسا کہ ہیئات جدیدہ کا زعم ہے۔

Marfat.com

اول تو نافریت ارض کو جاذبیت شمس سے کیا نسبت۔ کہ آفتاب حسب بیان اصول علم الہیئات ہیات جدیدہ میں بارہ لاکھ پینتالیس ہزار ایک سو تیس زمینوں کے برابر ہے۔ اور ہم نے بر بنائے مقررات (۱) تازہ اصل کروی پر حساب کیا تو اس سے بھی زائد آیا۔ یعنی آفتاب تیرہ لاکھ تیرہ ہزار دو سو چھپن زمینوں کے برابر ہے۔ بعض کتب جدیدہ میں ۱۴ لاکھ ہے۔ وہ جرم کے اسکے بارہ تیرہ لاکھ کے حصوں میں سے ایک کے بھی برابر نہیں، اس کی کیا مقاومت کرسکتا ہے۔ تو کروڑوں دورہ کرنا نہ تھا۔ بلکہ پہلے ہی دن کھنچ کر اس میں مل جاتا۔ کیا بارہ تیرہ لاکھ آدمی مل کر ایک کو کھینچیں تو وہ کھینچ نہ سکے گا بلکہ ان کے گرد گھومے گا۔

---

(۱) وہ مقررات تازہ یہ ہیں۔ قطر مدار شمس اٹھارہ کروڑ اٹھاون لاکھ میل قطر معدل زمین ۹۱۳٫۰۸۶ میل قطر اوسط شمس دقائق محیطیہ سے بتیس دقیقے چار ثانیے۔ پس اس قاعدے پر کہ ہم نے ایجاد اور اپنے فتاوے جلد اول رسالہ" الھنی النمیر" میں ایراد کیا۔ ۸٫۲۶۹۰۴۵۷ لوامیال قطر مدار + ۰٫۴۹۷۱۴۹۹ = ۸٫۷۶۶۱۹۵۶ لوامیال محیط۔ ۴٫۳۳۴۴۵۳۸ لو دقائق محیط = ۴٫۴۳۱۷۴۱۸ لو امیال دقیقہ محیطیہ + ۱٫۵۰۶۰۵۳۹ لو دقائق قطر شمس = ۵٫۹۳۷۷۹۵۷ لوامیال قطر شمس- ۳٫۸۹۸۳۴۵۹ لوامیال قطر زمین = ۲٫۰۳۹۴۴۹۸ لو نسبت قطرین ما × ۳ کہ کرہ: کرہ:: قطر: قطر مثلثہ بالتکریر۔ ۶٫۱۱۸۳۴۹۴ لو نسبت کرتین عدد ۱۳۱۳۲۵ وھو المقصود یعنی محیط فلک شمس اٹھاون کروڑ سینتیس لاکھ آٹھ ہزار میل ہے۔ اور ایک دقیقہ محیطیہ ۲۷۰۲۳٫۵ میل اور قطر شمس ۸۶۶۵۵۴٫۲ میل اور وہ قطر × زمین کے ۱۰۹٫۵۰۹ مثل ہے۔ اور جرم شمس تیرہ لاکھ تیرہ ہزار دو سو چھپن زمینوں کی برابر اور علم حق اس کے خالق جل وعلا کو۔ ۱۲ منہ مد ظلہ العالی۔

Marfat.com

ثانیاً :- جبکہ نصف دورے میں جاذبیت شمس غالب آکر اکتیس لاکھ میل سے زائد زمین کو قریب کھینچ لائی تو نصف دوم میں اسے کس نے ضعیف کر دیا کہ زمین پھر اکتیس لاکھ میل سے زیادہ دور بھاگ گئی۔ حالانکہ قرب موجب قوت اثر جذب ہے تو حضیض پر لاکر جاذبیت شمس کا اثر اور قوی تر ہونا اور زمین کا وقتاً فوقتاً قریب تر ہوتا جانا لازم تھا۔ نہ کہ نہایت قرب پر اس کی قوت سست پڑے اور زمین اس کے نیچے سے چھوٹ کر پھر اتنی ہی دور ہو جائے۔ شاید جولائی سے جنوری تک آفتاب کو راتب زیادہ ملتا ہے؟ قوت تیز ہوتی ہے؟ اور جنوری سے جولائی تک بھوکا رہتا ہے؟ کمزور پڑ جاتا ہے۔ دو جسم اگر برابر کے ہوتے تو یہ کہنا ایک ظاہری لگتی ہوئی بات ہوتی کہ نصف دورے میں یہ غالب رہتا ہے، نصف میں وہ۔ نہ کہ وہ جرم کہ زمین کے ۱۲/لاکھ امثال سے بڑا ہے اسے کھینچ کر ۳۱/لاکھ میل سے زیادہ قریب کر لے اور عین شباب اثر جذب کے وقت سست پڑ جائے اور اِدھر ایک اُدھر ۱۲/لاکھ سے زائد پر غلبہ و مغلوبیت کا دورہ پورا نصف نصف انقسام پائے۔

ثالثاً :- خاص انہیں نقطوں کا تعین اور ہر سال انہیں پر غلبہ و مغلوبیت کی کیا وجہ ہے۔ بخلاف ہمارے اصول کے۔ کہ زمین ساکن اور آفتاب (۱) اس کے گرد

---

(۱) تنبیہ ضروری : آفتاب کو مرکز ساکن اور زمین کو اس کے گرد دائر ماننا تو صراحۃً آیات قرآنیہ کا صاف انکار ہے ہی، ہیئت یونان کا مزعوم کہ آفتاب مرکز زمین کے گرد دائر تو ہے مگر نا خود بلکہ حرکت فلک سے۔ آفتاب کی حرکت ارضیہ ہے جیسے جالس سفینہ کی۔ یہ بھی ظاہر قرآن کریم کے خلاف ہے بلکہ خود آفتاب متحرک ہے۔ آسمان میں تیرتا ہے جس طرح دریا میں مچھلی۔ قال اللہ تعالیٰ۔

وکل فی فلک یسبحون۔

ایک ایسے دائرے پر متحرک جس کا مرکز، مرکز عالم سے اکتیس لاکھ سولہ ہزار باون میل باہر ہے۔ اگر مرکز متحد ہوتا زمین سے آفتاب کا بُعد ہمیشہ یکساں رہتا۔ مگر بوجہ خروج مرکز جب آفتاب نقطہ ر پر ہوگا مرکز زمین سے اس کا فصل (ا، ج) ہوگا یعنی بقدر (ا، ب) نصف قطر مدار شمس + ب ج، مابین المرکزین اور جب نقطۂ ء پر ہوگا اس کا فصل ج ا ہوگا یعنی بقدر ب ء نصف قطر مدار شمس۔ ب ج، مابین المرکزین دونوں فصلوں میں بقدر دو چند مابین المرکزین فرق ہوگا۔

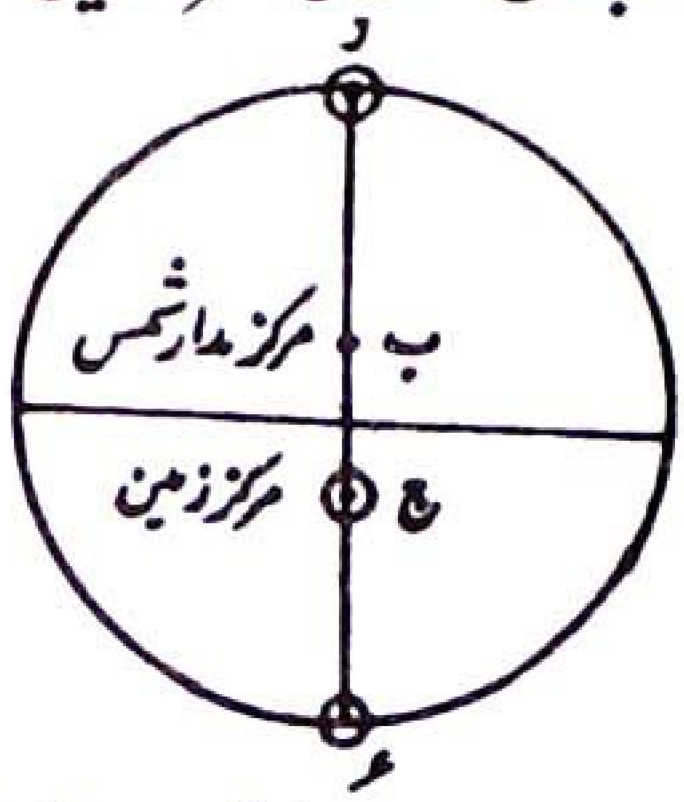

یہ اصل کروی پر ہے لیکن وہ بعد اوسط اصل بیضی پر لیا گیا ہے اس میں بعد اوسط منتصف مابین المرکزین پر ہے تو بعد اوسط + نصف مابین المرکزین = بعد ابعد۔ نصف مذکور = بعد اقرب لاجرم بقدر۔ مابین المرکزین فرق ہوگا۔ اور یہی نقطے اس قرب و بعد کے لئے خود ہی متعین رہیں گے۔ کتنی صاف بات ہے جس میں نہ جاذبیت کا جھگڑا۔ نہ نافریت کا بکھیڑا۔

افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الاربعہ سیدنا عبداللہ بن مسعود و صاحب سر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین کے حضور کعب کا قول مذکور ہوا کہ آسمان گھومتا ہے دونوں حضرات نے بالاتفاق فرمایا:۔

كذب كعب۔ ان الله يمسك السموات و الارض ان تزولا ۔

کعب نے غلط کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ سرکیں نہیں۔

زاد ابن مسعود ۔ و كفى بها زوالا ان تدور رواه عنه سعيد ابن منصور وعبد ابن حميد و ابن جرير و ابن المنذر و عن حذيفة عبد ابن حميد ۔

اس آیت میں اگرچہ تاویل ہوسکے صحابہ کرام خصوصاً ایسے اجل اعلم بمعانی القرآن ہیں اور ان کا اتباع واجب۔ ۱۲ منہ مدظلہ العالی

Marfat.com

ذالك تقدير العزيز العليم۔

یہ سادھا ہوا زبردست جاننے والے کا۔

جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا والہ وصحبہ وسلم ۱۹ر صفر ۱۳۳۸ھ ۱۲ر نومبر ۱۹۱۹ء۔(۱)

(۸) اقول۔ جاذبیت کے بطلان پر دوسرا شاہد عدل قمر ہے۔ ہیئات جدیدہ میں قرار پاچکا ہے کہ اگرچہ زمین قمر کو قریب سے کھینچتی ہے۔ اور آفتاب دور سے، مگر جرم شمس لاکھوں درجے جرم زمین سے بڑا ہونے کے باعث اس کی جاذبیت قمر پر زمین کی جاذبیت سے ۵/۱-۲ گنی ہے۔ یعنی زمین اگر چاند کو پانچ میل کھینچتی ہے تو آفتاب گیارہ میل۔ اور شک نہیں کہ یہ زیادت ہزاروں برس سے مستمر ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ چاند زمین کو چھوڑ کر اب تک آفتاب سے نہ جاملا۔ یا کم از کم ہر روز۔ یا ہر مہینے اس کا فاصلہ زمین سے زیادہ اور آفتاب سے کم ہوتا جاتا۔ مگر مشاہدہ ہے کہ ایسا نہیں تو ضرور جاذبیت باطل ومہمل خیال ہے۔ اور یہاں یہ عذر کہ آفتاب زمین کو بھی تو کھینچتا ہے، عجب صدائے بے معنی ہے۔ زمین کو کھینچنے سے قمر پر اس کی کشش کیوں کم ہوگئی۔ ایک اور ۵/۱۱ کی نسبت اسی حالت موجودہ ہی پر تو مانی گئی ہے جس میں شمس زمین کو بھی جذب کررہا ہے۔ پھر اس قراریافتہ مسلم کا کیا علاج ہوا۔

(۹) لطف یہ کہ اجتماع کے وقت قمر آفتاب سے قریب تر ہوجاتا ہے اور مقابلہ کے وقت دور تر۔ حالانکہ قریب وقت اجتماع آفتاب کی جاذبیت کہ ۱۶/۱۱ ہے صرف ۸/۳۔ ہی عمل کرتی ہے کہ قمر شمس وارض کے درمیان ہوتا ہے۔ زمین اپنی طرف

---

(۱) ماہنامہ "الرضا" بریلی صفر ۱۳۳۸ھ

Marfat.com

۵ر حصے کھنچتی ہے اور شمس اپنی طرف ۱۱ر حصے۔ تو بقدر فضل جذب شمس ۱۶/۶ جانب شمس کھنچا اور قریب وقت مقابلہ جاذبیت کے سب سولہ حصے قمر کو جانب شمس کھینچتے ہیں، کہ ارض شمس وقمر کے درمیان ہوتی تو دونوں مل کر قمر کو ایک ہی طرف کھینچتے ہیں۔ غرض وہاں تفاضل کا عمل تھا یہاں مجموع کا۔ کہ اس کے سہ چند کے قریب ہے۔ تو واجب کے وقت مقابلہ قمر شمس سے بہ نسبت وقت اجتماع قریب تر آ جائے حالانکہ اس کا عکس ہے تو ثابت ہوا کہ جاذبیت باطل ہے۔

(۱۰) طرفہ یہ کہ اس بیچارے صغیر الجثۃ چاند کو صرف شمس ہی نہیں اس کے ساتھ زہرہ عطارد بھی جانب شمس کھنچتے ہیں۔ اور ادھر سے ارض اپنی طرف گھسیٹتی ہے خصوصا ان تینوں کا ایک درجہ سے بھی کم فاصلہ میں ہزاروں بار قران ہو چکا ہے۔ نہ ان تینوں کی مجموعی کشش جذب زمین پر غالب آتی ہے، نہ اس ستم کشاکش میں قمر کو کوئی زخم پہنچتا ہے، نہ وہ ہسپتال جاتا ہے، نہ سول سرجن کا معائنہ ہوتا ہے۔ آفتاب (۱) کہ چھ کروڑ چاند سے بھی لاکھوں حصے بڑا ہے اس پر تو چار کے اجتماع سے وہ ظلم ہوتا تھا۔ قمر بیچارے کی کیا ہستی۔ یہ تو اس کھینچ تان میں پرزے پرزے ہو جانا تھا۔ ہم دیکھتے ہیں

---

(۱) اصول علم الہیأۃ میں قمر کو زمین کا۔ ۴۹/۱ لکھا اور بالتوفیق ۰۲۰۳۴ء۰، حدائق النجوم ۰۲۰۳۶ء۰ میں شمس اس کے نزدیک زمین کے ۱۲۴۵۱۳۰ مثل ہے، اسے ۰۲۰۳۴ء۰ پر تقسیم کئے سے آفتاب ۶۱۲۱۵۸۴۳ قمر کے مثل ہوا۔ اور ہمارے حساب سے کہ قطر شمس ۸۶۶۵۵۴ء۲ میل ہے، اور قطر قمر ہنس نے ۲۱۶۱ میل بتایا۔ کما فی اصول الہیاۃ۔ تو شمس ۶۴۴۷۹۶۶۷ قمر کے برابر ہوا۔ بہر حال چھ کروڑ چاند کے بموجب سب سے لاکھوں کی قدر بڑا ہے۔

Marfat.com

کہ اس پر حرف آنا در کنار اس کی منضبط چال میں اصلاً فرق نہیں آتا۔ تو منجم کے اوہام اور جاذبیت کے تخیلات سب باطل ہیں۔(۱)

(۱۱) اس کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ جاذبیت کے رد، نافریت کے رد، حرکت زمین کے رد میں اور مضامین نفیسہ کہ آج تک کسی کتاب میں نہ ملیں گے، خیال میں آئے ان کا بیان موجب طول تھا۔ لہٰذا انہیں انشاء اللہ العزیز ایک مستقل رسالہ میں تحریر کریں گے (۲) یہاں بقیہ کلام منجم کی طرف متوجہ ہوں۔ آفتاب کا کلف جیسے داغ

---

(۱) لطیفہ: اعلیٰ حضرت مدظلہ کی نوعمری کا واقعہ ہے جسے تقریباً ۴۵ سال سے زائد ہوئے۔

اعلیٰ حضرت قبلہ ایک طبیب کے یہاں تشریف لے گئے۔ ان کے استاذ ایک نواب صاحب (جو علم عربی بھی رکھتے تھے اور علوم جدیدہ کے گرویدہ) ان کو مسئلہ جاذبیت سمجھا رہے تھے کہ ہر چیز دوسری کو جذب کرتی ہے۔ اثقال کہ زمین پر گرتے ہیں نہ اپنے میل طبعی بلکہ کشش زمین سے۔

اعلیٰ حضرت قبلہ: بھاری چیز اوپر سے دیر میں آنا چاہئے اور ہلکی جلد کہ آسان کھنچے گی۔ حالانکہ امر بالعکس ہے۔

نواب صاحب: جنسیت موجب قوت جذب ہے۔ ثقیل میں اجزائے ارضیہ زائد ہیں۔ لہٰذا زمین اسے زیادت قوت سے کھینچتی ہے۔

اعلیٰ حضرت: جب ہر شئی جاذب ہے اور اپنی جنس کو نہایت قوت سے کھینچتی ہے، تو جمعہ و عیدین میں امام ایک ہوتا ہے اور مقتدی ہزاروں۔ چاہئے کہ مقتدی امام کو کھینچ لے۔

نواب صاحب: اس میں روح مانع اثر جذب ہے۔

اعلیٰ حضرت: ایک جنازہ پر دس ہزار نمازی ہوتے ہیں اور اس میں روح نہیں کہ نہ کھینچنے دے۔ تو لازم کہ مردہ اڑ کر نمازیوں سے لپٹ جائے۔

نواب صاحب: خاموش رہے۔

(۲) فوز مبین در رد حرکت زمین۔

Marfat.com

کہا، بارہا نظر آیا۔ ۱۷ دسمبر والا اگر ہو تو انہیں میں کا ایک ہوگا جو بارہا گذر چکے۔

(الف) قدیم زمانے میں شینز نامی ایک عیسائی راہب نے اپنے رئیس سے کہا: میں نے سطح آفتاب پر ایک داغ دیکھا، اس نے اعتبار نہ کیا اور کہا: میں نے اول تا آخر ارسطو کی کتابیں پڑھیں ان میں کہیں داغ شمس کا ذکر نہیں۔

(ب) علامہ قطب الدین شیرازی نے تحفۂ شاہیہ میں بعض قدما سے نقل کیا۔ کہ صفحہ شمس پر مرکز سے کچھ اوپر محور قمر کی مانند ایک سیاہ نقطہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نقطہ کہ مہندس نے محض نظر سے دیکھا کتنا بڑا ہوگا۔ کم از کم اس کا قطر ۲۲۵۲۰ میل ہوگا۔ کما یعلم مماسیاتی۔

(ج) ابن ماجہ اندلسی نے طلوع کے وقت روئے شمس پر دو سیارہ نقطے دیکھے جن کو زہرہ و عطارد گمان کیا۔

(ء) ہرشل دوم نے ایک داغ دیکھا جس کی مساحت تین ارب اٹھتر کروڑ میل بتائی۔

اقول: -یعنی اگر وہ بشکل دائرہ تھا تو اس کا قطر ۶۹۳۷۵ میل۔

(ہ) یورپ کے ایک اور مہندس نے ایک اور داغ دیکھا جس کا قطر ایک لاکھ چالیس ہزار میل حساب کیا۔

اقول: - یعنی اگر دائرہ تھا تو اس کی مساحت پندرہ ارب انتالیس کروڑ اڑتیس لاکھ میل۔

Marfat.com

نقشہ

(د) ۲۹ جولائی ۱۸۰۰ء میں سمٹ نے اس شکل کا داغ دیکھا۔

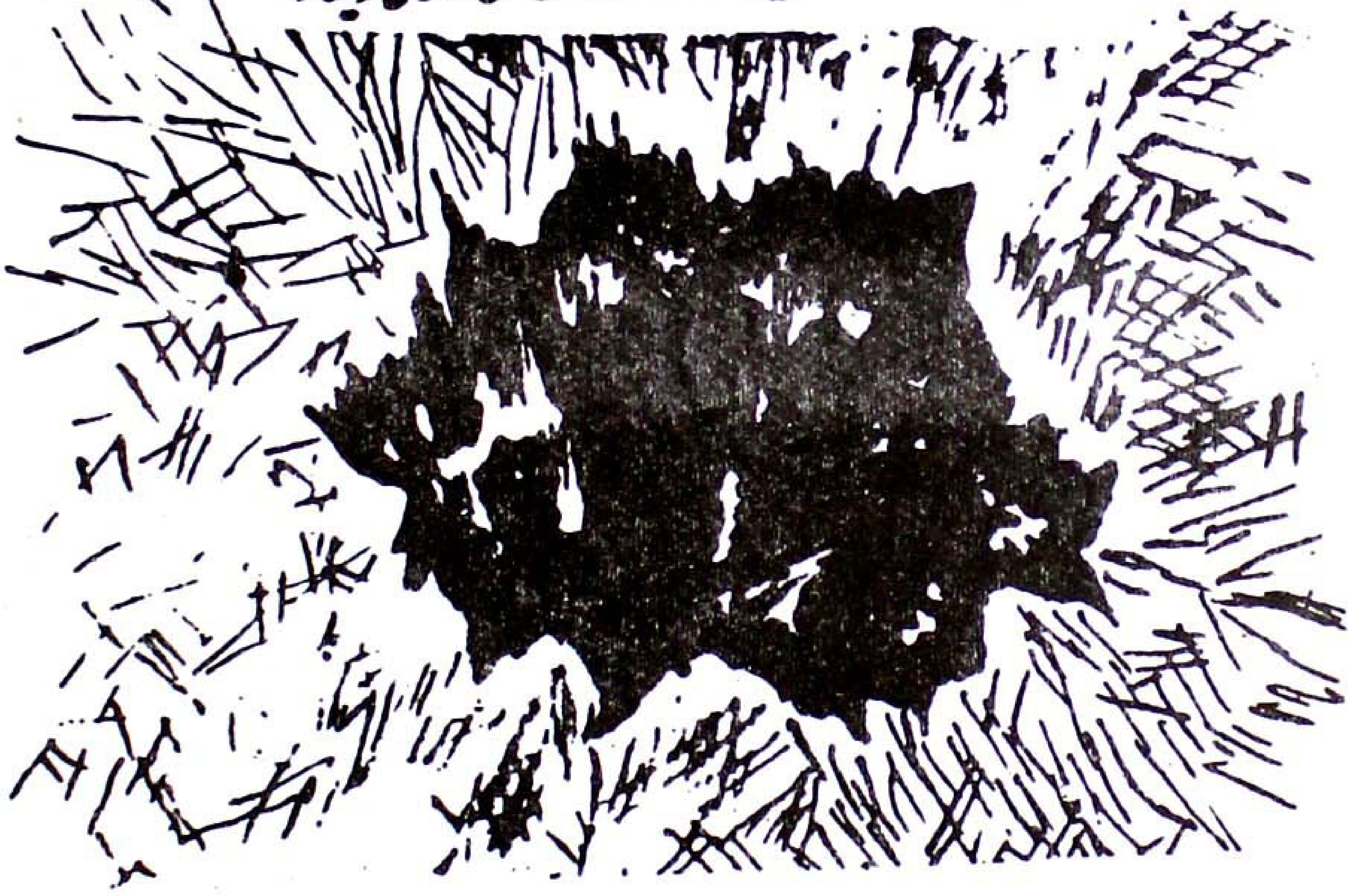

(ش) بیس جنوری ۱۹۰۵ء میں کوسکی نے اس صورت کا داغ دیکھا۔

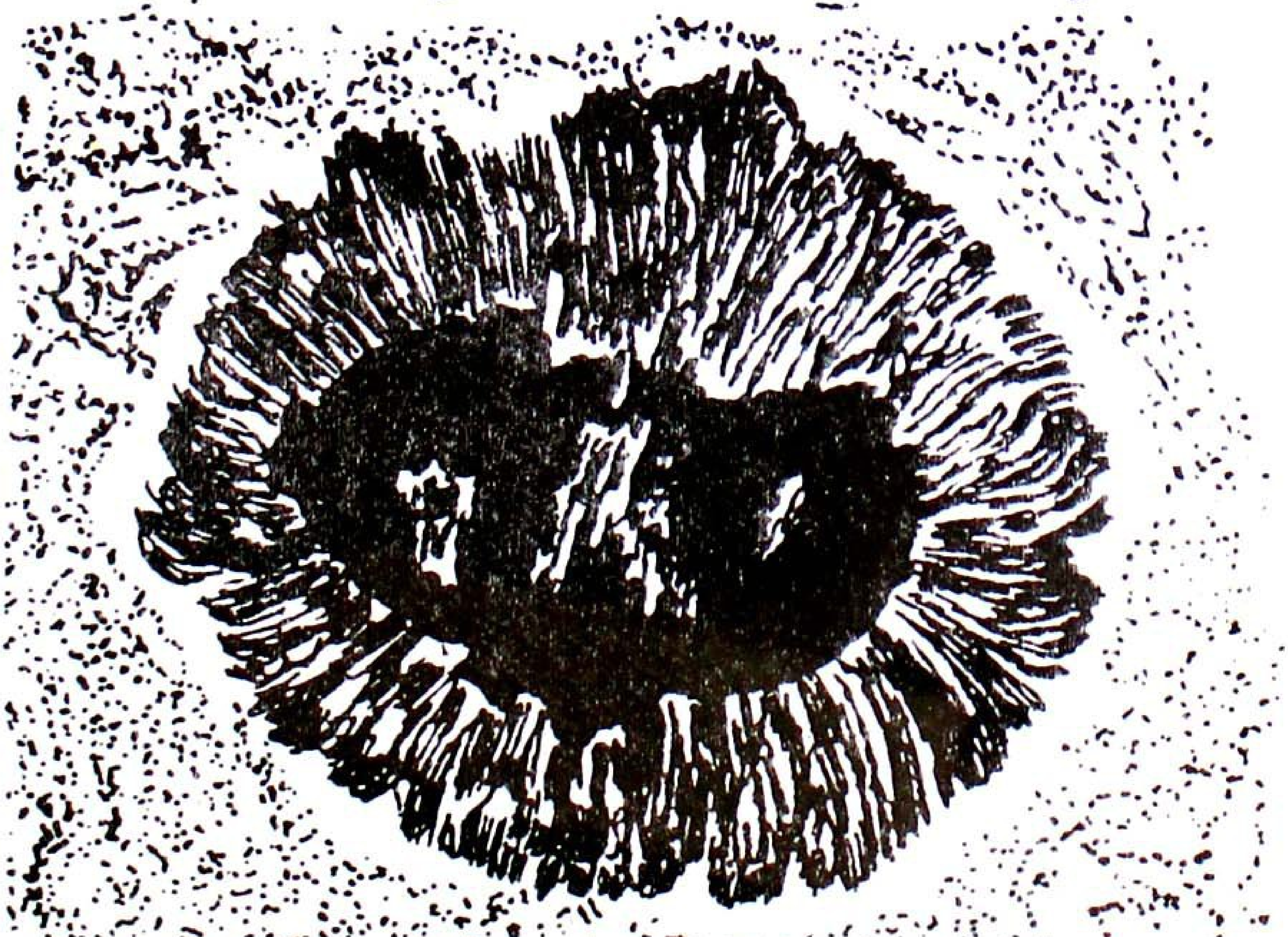

Marfat.com

(ح) قرار پاچکا ہے کہ جو کلف قطر شمس کے پچاس ثانیئے سے زائد ہوگا، بے آلہ نظر آئے گا۔ ہاں آفتاب پر نگاہ جمنے کے لئے لطیف بخارات ہوں گے۔ یا رنگین شیشے کی آڑ۔

(۱۲) کہا گیا ہے کہ یہ کلف قطبین شمس کے پاس اصلا نہیں ہوتی اور اس کے خط استواء کے پاس کم۔ وہاں سے ۳۰۔۳۵ درجے شمال جنوب کو بکثرت، ان میں بھی شمال کو زائد جنوب کو کم۔ اگر یہ قران و مقابلہ سیارات کا اثر ہے تو تخصیص کس لئے ہیں؟۔ شمس کے جس حصہ کو ان سے مواجہہ ہو، وہاں ہوں۔

(۱۳) ان کا حدوث آفتاب کی جانب شرقی اور زوال جانب غربی سے شروع ہوتا ہے۔ اثر قرانات میں یہ خصوصیت کیوں؟

(۱۴) بعض کلف دیرپا ہوتے ہیں کہ قرص شمس پر دورہ کرتے ہیں۔ جانب شرقی سے باریک خط کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ پھر جتنا اوپر چڑھتے ہیں۔ چوڑے ہوتے جاتے ہیں۔ مرکز شمس تک اپنی انتہا کو پہنچتے ہیں۔ جب آگے بڑھے گھٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ کنارہ غربی پر پھر بشکل خط رہ کر غائب ہو جاتے ہیں۔ پھر کنارہ شرقی سے اسی طرح چمکتے ہیں۔ انکے دورے کی ایک مقرر میعاد خیال کی گئی ہے کہ پونے چودہ دن میں صفحۂ شمس کو قطع کرتے ہیں۔ اور پہلے ظہور شرقی سے ستائیس دن ۱۲ گھنٹے ۲۰ منٹ کے بعد دوبارہ ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن اکثر داغوں میں آناً فاناً بادلوں کے سے تغیرات ہوتے ہیں جن سے متاخرین یورپ نے گمان کیا ہے۔ کہ یہ کرہ آفتاب کے سحاب ہیں بعض اوقات دفعتاً پیدا ہوتے اور بعض اوقات دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتے ہیں۔ ہرشل کیم دوربین سے داغوں کا ایک گچھا دیکھ رہا تھا

Marfat.com

لحظہ بھر کے لئے نگاہ ہٹائی۔ اب جو دیکھے ایک داغ بھی نہیں۔ کبھی آفتاب کی جانب غربی سے ایک داغ زائل ہوا ہی تھا کہ معاً جانب شرقی میں نیا پیدا ہو گیا۔ ابھی ایک داغ دیکھ ہی رہے ہیں تھوڑی دیر میں وہ پھٹ کر چند داغ ہو جاتا ہے۔ چند داغ ہیں اور ابھی مل کر ایک ہو گئے۔ راجر لانگ نے ایک گول داغ دیکھا جس کا قطر ۸۰۰۰ میل تھا، دفعۃً وہ متفرق ہو کر دو داغ ہو گیا اور ایک ٹکڑا دوسرے سے بہت دور دراز مسافت پر چلا گیا۔ اکثر یہ ہے کہ اگر چند داغ بتدریج پیدا ہوتے ہیں ویسے ہی چند بتدریج فنا ہو جاتے ہیں۔ اور اگر کئی داغ دفعۃً چمکے ویسے ہی کئی دفعۃً جاتے رہے۔ ان کا کوئی وقت بھی مقرر نہیں۔ ایک بادسّا میں تیس سال کامل ان کی رصد بندی کی گئی۔ بعض برسوں میں کوئی دن بھی داغ سے خالی نہ تھا۔ بعض میں صرف ایک دن خالی گیا۔ بعض میں ایک سو ترانوے دن صاف۔ ان تمام حالات کو قرانات کے سر ڈھالنا کس قدر بعید ہے۔

(۱۵) داغ پیدا کرنے کے لئے اقتران کی کیا حاجت ہے؟۔ سیارے آفتاب کے نزدیک ہمیشہ رہتے، اور تمہارے زعم میں اسے ہمیشہ جذب کرتے ہیں۔ تو چاہیئے کہ آفتاب کا گیس مدام اڑتا رہے اور آتش فشانی سے کوئی وقت خالی نہ ہو۔ اس کا جواب یہ ہو گا کہ اور وقت ان کا اثر جرم شمس پر متفرق ہوتا ہے جس سے آفتاب متاثر نہیں ہوتا۔ بخلاف قران کے۔ دو یا زائد مل کر موضع واحد پر اثر ڈالتے ہیں۔ اس سے یہ آگ بھڑکتی ہے۔ ایسا ہے تو جب وہ ۲۶ درجے ۲۳ دقیقے کے فاصلہ میں منتشر ہیں اب بھی ان کا اثر آفتاب کے متفرق مواضع پر تنہا ہے۔ نہ مجموعی ایک جگہ پر۔ پھر آفتاب کیوں متاثر ہو گا۔ یہ فاصلہ کہ تھوڑا سمجھے مرکز شمس سے فلک نیچوں تک

Marfat.com

ہر سیارے کے مرکز پر گزرتے ہوئے خط کھینچتے جائیں۔تو معلوم ہو کہ سو کروڑ میل سے زائد کا فصل ہے۔ شمس سے نیچون کا بعد زمین کے تیس گنے سے زیادہ ہے۔ اگر تیس ہی رکھیں تو دو ارب اٹھتر کروڑ ستر لاکھ میل ہوا۔ اور اس کے مدار کا قطر پانچ ارب ستاون کروڑ چالیس لاکھ میل۔ اور اس کا محیط ستر ارب اکیاون کروڑ بارہ لاکھ میل سے زائد، اور اس کے ۲۶ درجے ۲۳ دقیقے ایک ارب اٹھائیس کروڑ ۳۳ لاکھ ۴۶ ہزار میل سے زیادہ۔ ایسے شدید بعید فاصلہ میں پھیلا ہوا انتشار کیا مجموعی قوت کا کام دے گا؟۔ یہ بھی اس حالت میں ہے کہ ان کے اختلاف عرض کا لحاظ نہ کیا اور اگر ضرر رسانی شمس کے لئے سب کو سب سے قریب تر فلک عطارد پر لا ڈالیں تو بعد عطارد، بعد ارض ۳۸۷ء: ا۔ تو شمس سے بعد عطارد ۳۵۹۵۲۳۰۰ میل ہوا۔ تقریباً تین کروڑ ساٹھ لاکھ میل۔ اور قطر مدار ۷۱۹۰۴۶۰۰۔ سات کروڑ ۱۹ لاکھ میل سے زائد۔ اور محیط ۲۲ کروڑ ۵۸ لاکھ ۹۵ ہزار میل۔ اور ۲۶ درجے ۲۳ دقیقے ایک کروڑ ۶۵ لاکھ ۵۵ ہزار ۳۷ میل۔ یہ فاصلہ کیا کم ہے بلکہ بالفرض سب دوریاں اٹھا کر تمام سیاروں کو خود سطح آفتاب پر لا رکھیں جب بھی یہ فاصلہ دو لاکھ میل ہو گا یعنی ۱۹۹۵۱۴ کہ قرص شمس کا دائرہ ستائیس لاکھ بائیس ہزار تین سو اکسٹھ میل ہے۔

(۱۶) اگر آفتاب کا جسم ایسا ہی کمزور مسام ناک ہے کہ اس قدر شدید متفرق زد سرایت کر کے اس کے موضع واحد پر ہو جاتی ہے ۔تو پچاس ساٹھ یا ستر اسی یا سو درجے کے فاصلہ پر پھیلے ہوئے ستارے کہ اکثر اوقات گرد شمس رہتے ہیں ان کی مجموعی زد ہمیشہ کیوں نہیں عمل کرتی۔ اگر اتنا فاصلہ مانع ہے تو دو سیاروں کا مقابلہ کیوں عمل کرتا ہے جب کہ ان میں غایت درجے کا فصل ۱۸۰ درجے ہے۔ خصوصاً ایسا

Marfat.com

فرضی مقابلہ جیسا یہاں یورینس کو ہے کہ تحقیقی کسی سے نہیں جس پر خط واحد کا مہمل عذر ہو سکے۔

(۱۷) بالفرض یہ سب کچھ سہی پھر آفتاب کے داغوں کو زمین کے زلزلوں، طوفانوں، بجلیوں، بارشوں سے کیا نسبت ہے۔ کیا یہ احکام منجموں کے لئے۔ سر دپا خیالات کے مثل نہیں؟ کہ فلاں گروہ، یا جوگ، یا پچھتر کے اثر سے دنیا میں یہ حادثات ہوئے۔ جس کو تم بھی خرافات سمجھتے ہو۔ اور واقعی خرفارت ہیں۔ پھر آفتاب کیا امریکہ کی پیدائش یا وہیں کا ساکن ہے۔ کہ اس کی مصیبت خاص ممالک متحدہ کا صفایا کردے گی کل زمین سے اس کو تعلق کیوں نہ ہوا؟ بیان منجم پر اور مواخذات بھی ہیں مگر ۱۷ دسمبر کے لئے ۱۷، پر ہی اکتفا کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

تشریح افلاک وعلمِ توقیت

مسئلہ:۔ از ملک بنگالہ، ضلع فرید پور، موضع پٹورا کاندے۔

مرسلہ محمد شمس الدین صاحب

کواکب خود بالطبع آسمان میں گھومتے ہیں یا بحرکت قسری بالتبع چکر کھاتے ہیں۔

الجواب: - ہمارے نزدیک کواکب کی حرکت نہ طبعیہ ہے نہ تبعیہ۔ بلکہ خودکواکب بامرالٰہی وتحریک ملائکہ آسمانوں میں دریا میں مچھلی کی طرح تیرتے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ: ۔

كل فی فلك يسبحون ۔

ہر ستارہ ایک آسمان میں تیرتا ہے۔

وقال اللہ تعالیٰ:۔

والشمس تجری لمستقرلها ۔ ذالك تقدير العزيز العليم۔

سورج اپنے مستقر کے لئے جاری ہے یہ غالب علم والے کا حساب ہے۔

وقال تعالیٰ :۔

سخر لكم الشمس والقمر دائبين ۔

سورج اور چاند کوتمہارے لئے مسخر فرمایا جو مسلسل چل رہے ہیں۔

Marfat.com

وقال تعالیٰ:۔

کل یجری لاجل مسمی ۔

ایک مقررہ وقت کے لئے سب حرکت میں ہیں۔

ہمارے نزدیک نہ زمین متحرک ہے نہ آسمان۔

قال اللہ تعالی:۔

ان اللہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہ ۔

بے شک اللہ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمینوں کو کہ ہٹ نہ جائیں اور جو وہ ہٹیں تو خدا کے سوا انھیں کون روکے۔

سعید بن منصور اپنی سنن اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر اپنی تفاسیر میں شقیق سے راوی:۔

قال قیل لابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنھما ان کعباً یقول ان السماء تدورفی قطب مثل قطب الرحافی عمود علی منکب ملک قال کذب۔ کعب ان اللہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا۔ و کفی بھا زوالا ان تدور۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ حضرت کعب کا کہنا ہے کہ آسمان چکی کے پاٹ کی طرح ایک کیلی میں جو ایک فرشتہ کے کندھے پر ہے گھوم رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: کعب غلط کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے آسمان وزمین کے ٹلنے سے روک رکھا ہے اور حرکت کے لئے ٹلنا ضروری ہے۔

Marfat.com

عبد ابن حمید قتادہ سے راوی:۔

ان کعبا کان یقول ان السماء تدور علی نصب مثل نصب الرحا فقال حذیفة بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کذب کعب۔ ان اللہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا۔

حضرت کعب احبار فرماتے تھے کہ آسمان چکی کی طرح کیلے پر گھوم رہا ہے۔ حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے آسمان وزمین کو ٹلنے سے روک رکھا ہے۔

ان دونوں حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ حضرت افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الاربعۃ سیدنا عبداللہ ابن مسعود۔ اور۔ حضرت صاحب سر رسول اللہ ﷺ سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم سے عرض کی گئی۔ کعب کہتے ہیں:۔

آسمان گھومتا ہے۔ دونوں صاحبوں نے کہا کعب غلط کہتے ہیں۔ اور وہی آیت کریمہ ان کے رد میں تلاوت فرمائی۔

اقول: وان کان الزاعم ان یزعم ان الزوال بمعنیٰ الحرکۃ الاینیۃ ولکن کبراء الصحابۃ رضی اللہ عنہم اعرف منا بتفسیر القرآن فلا یجوز الاستدراك علیهم عند من نور اللہ بصیرتہ۔ جعلنا اللہ منہم بحرمتہم عندہ امین۔

میں کہتا ہوں کہ کوئی شخص یہ گمان کرسکتا ہے کہ زوال تو حرکت اینیہ کو کہتے ہیں لیکن بزرگ ترین صحابہ ہم سے زیادہ قرآن کی تفسیر کے جاننے والے تھے۔ تو ان کے کہے ہوئے کو وہ شخص رد نہیں کرے گا جسے خدا نے نور بصیرت دیا۔ اللہ ان کے صدقہ

Marfat.com

میں ہمیں بھی انھیں کے ساتھ کرے۔

مسئلہ :- ایضاً

سبع سیارہ کا بیان کس آیت میں ہے۔

الجواب :قال اللہ تعالیٰ :۔

والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سورج و چاند اور ستارے سب اسی کے حکم کے فرمانبردار ہیں۔

اور " کل فی فلك " سے بھی اس طرف اشارہ ہے کہ اس میں سات حرف ہیں، اپنے نفس پر دائر۔ اور یزین کا بیان تو بکثرت فرمایا۔ خاص متحیرات خمسہ کا ذکر۔

"فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس" میں ہے:۔

میں قسم یاد فرماتا ہوں دبک جانے والوں، چلنے والوں کی۔

یہ ان کے وقوف، استقامت اور رجعت کا بیان ہے۔ کہ سیدھے چلتے ہیں، پھر ٹھہر جاتے ہیں۔ پھر پیچھے ہٹتے ہیں۔ پھر ٹھہرتے ہیں۔ پھر سیدھے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ان کو متحیرہ کہتے ہیں۔

ابن ابی حاتم تفسیر میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم سے " فلا اقسم بالخنس " کی تفسیر میں راوی۔

قال خمسة النجم۔ زحل وعطار دو المشتری والمریخ والزهرة۔

لیس فی الکواکب شئ یقطع المجرة غیرها۔

وہ پانچ ستارے ہیں۔ زحل، عطارد، مشتری، مریخ، زہرہ، کوئی ستارہ ان کے

Marfat.com

سوا کہکشاں کو قطع نہیں کرتا۔

یعنی ثوابت میں جو کہکشاں پر ہیں وہ وہیں ہیں۔ جو اس کے اِدھر اُدھر ہیں وہ وہیں ہیں۔ ان کی حرکت طبیعہ خفیفہ خفیہ ایسی نہیں کہ ابھی کہکشاں سے ادھر تھے چند ہی مدت میں اس پار چلے گئے یہ شان انھیں پانچ نجوم کی ہے۔ واللہ اعلم

مسئلہ :- از میرٹھ لال کرتی بازار مرسلہ جناب حاجی شیخ علاؤ الدین صاحب ۲۸ ربیع الاول شریف ۱۳۳۰ھ

قاعدہ استخراج تقویمات کواکب از المینک

کوکب مطلوب کے صفحات میں سے ماہ مطلوبہ کے مقابل کے خانہ اپر ینٹ رایٹ اسنیشن۔ یعنی مطالع استواء سے رقم گھنٹہ منٹ سیکنڈ لیکر اس کی تحویل اجزائے محیط میں بموجب جدول پنجم کی دوسرے حصہ کے کرلیں بعد تحویل کے جدول نمبر دوم یعنی جدول مطالع البروج۔ بخط الاستواء المبتدأ من اول الحمل میں دیکر مطالع کی تحویل طوالع میں کرلیں جو حاصل ہوگا وہ درجہ تقویمی کوکب یعنی درجہ منقطقۃ البروج ہوگا۔ اب اگر اس تقویم بروج یونانیہ کو ہندی بروج کی تقویم میں تحویل کرنا ہو تو یونانی تقویم میں سے ۲۲ درجہ ۱۰ دقیقہ گھٹادو۔ حقیقی تقویم حاصل ہوجائیگی۔ یعنی مشاہدہ جس برج پر اور جس درجہ میں وہ کوکب ہوگا وہ درجہ ان کا آئے گا اور یہ وہ فرق ہے جو نقطۂ حمل کے اپنے مرکز اصلی کے ہٹ جانے سے پیدا ہوگیا ہے۔

الجواب:- یہ قاعدہ محض باطل ہے۔ واضع نے جزء عاشر کو جزء تقویمی سمجھ لیا۔ اس عمل سے فلک البروج کا وہ جز حاصل ہوگا کہ ہنگام طلوع کوکب دائرۂ نصف النہار پر ہو۔ یہ عاشر ہے نہ کہ تقویم۔ فقیر غفرلہ نے المینک سے تقویمات کواکب

Marfat.com

نکالنے کے چار طریق رکھے ہیں۔ نیز اس سے استخراج طالع وقت کے چار طریق۔ اوران کے بیان میں رسالہ'' مسفر المطالع للتقویم و الطالع"(١٣٢٤ھ) لکھا۔ اس کے طریق سوم کا سب میں پہلا ابتدائی خفیف عمل یہ ہے۔جس کا نام واضع نے قاعدۂ استخراج تقویم رکھا۔ہم اس مقام سے اپنے رسالہ کی چند سطور نقل کریں کہ حال واضح ہو۔

طریق سوم استعلام تقویم کوکب از مطالع ممر و میل او۔

اقول (۱) ساعات مطالع ممر رادرربیۂ زدہ در جدول مطالع استوائیہ مقوس کنند تا عاشر بدست آید (واضع صاحب کا قاعدہ یہیں ختم ہو گیا، اس کے بعد ملاحظہ ہو کیا کیا درکار تھے کہ تقویم حاصل ہو۔

(۲) میلش برآرند۔

(۳) پس اگر موافق الجہۃ باشد بامیل کوکب آنگاہ میل عاشر را برتمام میل کوکب افزایند ورنہ کاہندا گر درفزودن از صہ بیرون رود تمامش تاقف گیرانداز تفاع عاشر باشدد۔

(۴) ظل تمامش گرفتہ منخط کردہ محفوظ دارند۔

(۵) باز بر مطالع ممر معلوم ربع دور فزودہ مجموع رادرج سوااعتبار کردہ حبیب بعدش از اعتدال اقرب گیرند۔

(۶) ایں حبیب رادر حبیب میل کلی منخط زدہ حاصل رادر محطوظ زنند ظل تعدیل طالع بدست آید۔

(۷) درجدول ظل مقوس کنند کہ تعدیل است۔

Marfat.com

(۸) پس ہماں درج سواز مطالع استوائیہ گیرند۔

(۹) باز نظر کنند کی میل کوکب شمالی ست یا جنوبی؟ بحال شمالیت اگر عاشر در نصف جدوی اعنی از اول جدی تا آخر جواز باشد تعدیل را براں مطالع استوائیہ افزایند مگر آنکہ میل عاشر در ربع اول منطقہ ازید از میل کوکب باشد واگر در نصف سرطانی اعنی از اول سرطان تا آخر قوس بود تعدیل راازمطالع مذکورہ کاہند مگر آنکہ عاشر زائد المیل در ربع دوم منطقہ بود بحال جنوبیت اگر عاشر در نصف سرطانی است تعدیل افزایند۔ مگر آنکہ زائد المیل در ربع سوم باشد۔ واگر در منطقہ بود بحال نصف جدوی ست۔ کاہند مگر آنکہ بازیادت میل در ربع باشد۔

(۱۰) عمل معلوم حسب حاجت کنند کہ تقویم است جدول مطالع استوائی زیج بہادر خانی بعینہ نقل کردی ہے۔

ہم نے اپنا محاسبہ خاصہ سے اس کی تجدید کی ہے۔ تاہم یہ بھی تقریب کو کافی ہے۔ بروج یونانیہ وہندیہ میں ۱۰۲۲ کا فرق بشدت غلط ہے۔ بلکہ اسی سال کے آغاز یعنی یکم محرم ۱۳۳۰ھ کو مالث م م لومہ فرق تھا یعنی ، ۲۲ ۴۰ ۴۰ ۲۲ سے کچھ زائد اور روزانہ ترقی پر ہے۔ یہاں تک کہ دنیا باقی رہی تو رجب ۱۷۹۲ھ میں پورے ایک برج کا تفاوت ہو جائے گا۔ رأس الثور سے ہندی سیکھ کی شنکرانت ہوگی۔ اس ہندی حساب کو حقیقی تقویم کہنا ٹھیک نہیں حقیقی تقویم یہی ہے جو محل تقاطع سے ہے۔ اسی سے حساب فصول ہے اسی سے حساب کمی بیشی روز وشب ہے اسی سے حساب مطالع ہے اسی سے حساب طلوع غروب وسائر اوقات ہے۔ ہندی تقویم تقویم صوری ہے کہ صورت پرستوں نے صورت کواکب پراس کی بنا رکھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Marfat.com

مسئلہ :- از میرٹھ بازار لال کرتی مسئلہ حاجی شیخ علاؤالدین صاحب

۱۱ شوال المکرم ۱۳۳۰ھ

حامئی سنت ماحئی بدعت مخدومی و معظمی حضرت مولٰینا مولوی احمد رضا خان صاحب، مدظلکم العالی .... بعد تقدیم ہدیہ سلام ومراسم

نیازمندی عرض ہے کہ مولوی عبداللہ صاحب جنہوں نے قاعدۂ استخراج تقویم کواکب از مطالع استوائیہ مرقومہ المینک کمترین کو بتایا تھا۔ ان سے جب کمترین نے ان کے قاعدہ کی غلطی کا اظہار کیا اور جناب والا کی تحریر دکھائی۔ اس سے ان کا اطمینان نہ ہوا۔ اور جناب والا کی تحریر کا مفہوم ان کی سمجھ میں نہیں آیا۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ یہ قاعدہ بالکل ٹھیک ہے۔ اور میں اپنی ولایتی ستارہ بین مشاہدۂ کواکب کو دکھا کر آپ کا اطمینان کرا سکتا ہوں۔ چنانچہ کمترین نے ان سے وعدہ لیا ہے کہ بعد رمضان المبارک چند روز کے واسطے مع ستارہ بین کے یہاں تشریف لاکر میرا اطمینان کر دیں۔ لہٰذا امید کہ اس وقت تک رسالہ ''مسفر المطالع'' کے طبع کرنے میں توقف کیا جائے زیادہ حد ادب۔

الجواب:- اس قاعدہ تقویم کی نسبت گذارش ہے کہ

(۱) ستارہ بین کے آنے پر کیوں محمول فرمائیے خود المینک ایک اعلیٰ ستارہ بین ہے اس سے ملاحظہ کیجئے۔ جس وقت اس نے دو کوکبوں کا قران لکھا ہو۔ اگر ان میں ایک قمر ہے تو اس کی تقویم وقت قران کے لئے تعدیل مابین السطرین سے لیجئے۔ اور دوسرے کی اس قاعدہ سے ملاحظہ ہو کر دونوں میں کتنا فرق آتا ہے۔

(۲) یہ بھی نہ سہی، نہایت سہل امکان گذارش کروں۔ قمر کی تقویم نصف

Marfat.com

النہار ونصف اللیل روزانہ مکتوب ہے۔ اور ہر گھنٹے کے مطالع ممر بھی۔ ان مطالع کو تحویل وتقویس کر کے دیکھ لیجئے، کس قدر تفاوت پڑتا ہے۔

مثلاً۔ ایک مثال گذارش۔

اس سال سوم اکتوبر ۱۲، بجے کے مطالع لکھے ہیں ۔/ ۵ء۶۵۴۵۵۵ ث، درجات ہیں اس کی تحویل ہوئی نح نح، نب، بط، جدول مطالع استوائی میں اس کے طوالع ہوئے۔ ۱۰۲۴۸۔ حالانکہ اس وقت تقویم قمر ہے، ۲۸ء۱ انصف درجہ کا فرق ہوا کہ ہرگز مخفی نہیں اور کہیں اس سے بھی زائد آئے گا کہیں کم، کہیں قریب تطابق۔ یہ عقم قاعدہ کی دلیل روشن ہے۔ یہی حال ہر کوکب میں ہوگا، مگر شمس اس میں حاجت نہیں۔ کہ اس کی جس وقت کے مطالع مر لکھے اسی وقت کی تقویم ضو بھی مکتوب ہے۔

(۳) اہل ہیأت جدیدہ سہولت کے کمال حریص ہیں، حتیٰ کہ اس کے لئے مساہلت گوارا کرتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے اعمال وحقائق اعدائی کے مطالع پر مخفی نہیں۔ یہاں بھی جو قواعد برہانیہ کہ فقیر نے استنباط کیئے ایسے نہ تھے۔ ان کی فکر وہاں تک نہ پہونچتی مگر طول امل وکثرت عمل کے باعث ان سہل انگاروں نے ان سے گریز کر کے یہ آسان قاعدہ رکھا، جو میں نے آپ سے یہاں گذارش کیا تھا۔ اسی کی خاطر روزانہ ہر کواکب کا طول بفرض مرکزیت شمس، اور عرض فرض مذکور اور لوگارثم بُعد کے خانے دیئے۔ اور اتنے اعمال گوارا کیئے اگر وہ سہل سی بات کافی ہوتی تو کیا ایسا سر پھرا تھا کہ تحقیق وتدقیق چھوڑ کر تطویل میں پڑتے۔

(۴) صرف دو خط افق ونصف النہار تو کیا کام دے سکتے ہیں۔ ہاں ایسے آلات میں ارتفاع بنانے کو اور خطوط بھی ہوتے ہیں۔ مگر مقنطرات دوائر عریضہ میں

Marfat.com

بون بعید ہے۔ ہاں یہ کوکب اول السموت پر ہوا، اور عرض اقلیم رویت منتفی، وہ نادر ہے۔ اور یہ بریلی اور میرٹھ اور ان سے شمال میں آخر تک، اور جنوب میں تقریباً ساڑھے تین سومیل تک عادۃً ناممکن ہے۔ اگرچہ قدرت میں سب کچھ ہے۔

(۵) ایک قول فیصل عرض کروں۔ دو حال سے خالی نہیں۔ ستارہ ہیں سے جو تقویم نظر آئی، تقویم محسوب بقاعدۂ مولوی صاحب سے مطابق ہوگی، یا مخالف۔ اگر مخالف ہو جب تو صحت قاعدہ کا ثبوت ہی نہ ہوا۔ اور مطابق ہو تو اور الٹی غلطی۔ قاعدہ کا ثبوت ہو گیا کہ انکسار کدھر جائے گا۔ اختلاف منظر کدھر جائے گا۔ تقویم مرئی کبھی تقویم حقیقی کے مطابق نہیں ہوتی۔ حتیٰ کے اس وقت بھی کہ کوکب دائرہ نصف النہار پر ہو، مگر صرف اس حالت نادرہ میں کہ عین سمت الراس پر ہو۔

جناب نے طبع رسالہ ابھی ملتوی رکھنے کو فرمایا وہ خود ملتوی ہے۔ رد وہابیہ خذلھم اللہ تعالیٰ کے دس رسالے زیر طبع ہیں۔

(۱) سلی الثبوت (۲) ایجاب النکیر
(۳) سبحٰن السبوح (۴) مزق تلبیس
(۵) الہبۃ الجباریہ (۶) دامان باغ سبحٰن السبوح
(۷) پیکان جانگداز (۸) القمع المبین
(۹) تعالی السبوح تازہ عطیہ

پھر ان کے بعد انشاء اللہ الکریم۔

(۱) الدولۃ المکیہ (۲) الفیوض الملکیہ
(۳) حاسم المفتری (۴) القثم الخاثم

Marfat.com

(۵) الکاری فی العادی والغادی (٦) الجسم الثانوی

(۷) اشد الباس، (۸) ادخان السنان

(۹) اقام الموانہ

(۱۰) اور نور الفرقان کی باری ہے۔ وحسبنا للہ و نعم الوکیل۔

وہابیہ کی خدمت گذاری سے فرصت ہو تو اور طرف توجہ ہو۔ لیکن اگر یہ فرمانا اگر اس بنا پر ہے کی شاید ستارہ بیں قواعد رسالہ کی غلطی ثابت کرے، تو کس سے اطمینان فرمائیں سوا اس قاعدے کے جو میں نے جناب سے گذراش کیا اور معمول ہیئات جدیدہ ہے۔ کہ تقرب قریب ہوتا ہے مگر تحقیق سے دقیقہ تک تفاوت لاتا ہے۔ جو قواعد کہ فقیر نے استنباط کیے مبرہن ببراہین ہندسیہ ہیں۔ اگر ان کے خلاف بتائے تو یقیناً آلہ غلط ہے نہ کی براہین۔ بعض آلات خود ناقص ہوتے ہیں۔ بعض کو بنانے والا غلط بناتا ہے، بعض وقت صحیح آلہ غلط لگایا جاتا ہے۔ بعض وقت مدلول آلہ کو لگانے والا غلط ادراک کرتا ہے۔ آلہ اپنے منتہائے کار کے بعد بھی حساب کا محتاج ہے اور حساب اکثر محتاج آلہ نہیں۔ آلہ کیسا ہی دقیق ہو تدقیق حساب تک نہیں پہونچ سکتا۔ حساب ثوانی ثوالث بتاتا ہے، اور عام آلات صرف درجات یا غایت درجہ انصاف۔ درجہ اگر دقائق بتائے تو اعجوبہ دہر ہے۔ مگر ثوانی ضرور نا متصور۔ آخر یہ تو قاعدہ کے متعلق سمع خراشی تھی۔ اتنا فقیر کو ماموں کہ اس ستارہ بیں کی قیمت اور جائے وجدان سے مطلع کیا جائے۔ جناب فرماتے ہیں: بہت بیش قیمت ہے تو میں کہاں پا سکوں۔

مولوی صاحب نے کہاں سے حاصل فرمائی کس طرح ملی؟ جب ایسی بیش قیمت ہے تو زحل کے حلقے مشتری کے چاروں قمر جلو وسطا وغیرہما کواکب جدیدہ بھی

Marfat.com

دکھاتی ہوگی۔ والسلام مع الاکرام۔

مسئلہ:- از میرٹھ محل مذکور

۱۲ شوال المکرم ۱۳۳۰ھ

حامی دین متین ناصر شرع مبین مدظلکم العالی.........................

بعد تقدیم ہدیہ سلام ومراسم نیاز مندی

مطالع استوائیہ کواکب جو المینک میں مرقوم ہیں وہ صحیح اور حقیقی مطالع ہیں یا نہیں، اور باعتبار مرکز زمین استخراج کئے گئے ہیں یا نہیں۔ امید کہ جواب سے جلد سرفرازی بخشی جائے۔ نہایت مشکور امر باعث ہوگا۔ زیادہ نیاز۔ عریضہ کمترین علاؤالدین۔

الجواب:- رئیس دین پرور دامت معالیہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ المینک میں جو مطالع مر شمس وقمر وہر کوکب کیلئے ہیں سب بلحاظ مرکز زمین حقیقی اور بقدر کافی تحقیق وصحیح ہیں۔ مگر ان سے طوالع حاصل کرنا شمس میں ہمیشہ تقویم سے مطابقت لانے کا۔ اور دیگر کواکب میں نادر اکثر اختلاف دیگا جس کی مقدار نصف درجہ سے بھی زائد تک ہوگی وجہ یہ ہے کہ یہ مطالع حقیقۃً مطالع اجزاء منطقۃ البروج ہیں۔ کہ انھیں کے تنزل وبعد عن الاعتدال الاقرب سے اخذ کئے جاتے ہیں۔ شمس دائما ملازم منطقہ ہے، تو اس کی تقویم ہمیشہ نفس منطقہ پر ہوتی ہے اور وہی طوالع مطالع ہیں بخلاف دیگر کواکب کے۔ کہ اپنے تمام دورہ میں صرف دو بار منطقہ پر آتے ہیں جب کہ اپنے راس وذنب پر ہوں یا متحیرات رخصت کے باعث دو چار بار۔ اور اسی وقت تقویمی مطالع ان کی تقویم ٹھیک بتائے گی، یا اس وقت کہ کوکب مارہ بالاقطاب

Marfat.com

الاربعہ پر ہو۔ کہ اب میلیہ وعریضہ متحد ہو جائیں گے۔ باقی اوقات اختلاف دے گی۔

والسلام

مسئلہ :- از شہر محلہ بہاری پور مرسلہ نواب سلطان احمد خاں صاحب

۷ شوال ۱۳۳۶ھ

آجکل تیسرے درجہ کا سنبلہ کس وقت طالع ہوتا ہے۔

الجواب: آج کل درجہ سوم سنبلہ کا طلوع صبح کے آٹھ بجے بعد اس تفصیل سے ہے

یوم	تاریخ قمری	تاریخ شمسی	وقت طلوع			انتہائے طلوع		
پنجشنبہ	۸ شوال	۱۸ جولائی	گھنٹہ	منٹ	سکنڈ	گھنٹہ	منٹ	سکنڈ
جمعہ	۹	۱۹	۸	۲۸	۴۷	۸	۳۳	۲۳
شنبہ	۱۰	۲۰	۸	۲۴	۱۵	۸	۲۹	۳۷

وقت ریلوے دیا ہے جو آج کل گھڑیوں میں رائج ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

طبعیات

مسئلہ :- مرسلہ مولوی احمد شاہ ساکن موضع سادات

بجلی کیا شئے ہے؟

الجواب :- اللہ تعالیٰ نے بادلوں کے چلانے پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے۔ جس کا نام رعد ہے۔ اس کا قد بہت چھوٹا ہے اور س کے ہاتھ میں ایک بہت بڑا کوڑا ہے۔ جب وہ کوڑا بادل کو مارتا ہے اس کی تر ّی سے آگ جھڑتی ہے اس آگ کا نام بجلی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- مرسلہ احمد شاہ مذکور

زلزلہ آنے کا کیا باعث ہے؟

الجواب :- اصلی باعث آدمیوں کے گناہ ہیں۔ اور پیدا یوں ہوتا ہے کہ ایک پہاڑ تمام زمین کو محیط ہے اور اس کے ریشے زمین کے اندر اندر سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔ جیسے بڑے درخت کی جڑیں دور تک اندر اندر پھیلتی ہیں۔ جس زمین پر معاذ اللہ زلزلہ کا حکم ہوتا ہے وہ پہاڑ اپنے اس جگہ کے ریشے کو جنبش دیتا ہے زمین ہلنے لگتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- از ضلع کھیری ڈاک خانہ مونڈا کوٹھی مجیب نگر مرسلہ سردار

مجیب الرحمٰن خاں ۲۶ صفر المظفر ۱۳۲۷ھ

Marfat.com

جناب مولوی صاحب معظم مکرم منہل الا لطاف وکریم الاخلاق عمیم الاشفاق زادمجدکم وفیوضکم۔

پس از تسلیم مسنون نیاز مشحون وتمنائے لقائے شریف عرض خدمت والا ہے۔ نسبت زلزلہ مشہور ہے کہ زمین ایک شاخ گاؤ پر ہے کہ وہ ایک مچھلی پر کھڑی رہتی ہے۔ جب اس کا سینگ تھک جاتا ہے تو دوسرے سینگ پر بدل کر رکھ لیتی ہے۔اس سے جو جنبش وحرکت زمین کو ہوتی ہے اس کو زلزلہ کہتے ہیں۔اس میں استفسار یہ ہے کہ سطح زمین ایک ہی ہے۔اس حالت میں جنبش سب زمین کو ہونا چاہئے۔زلزلہ سب جگہ یکساں آنا چاہئے۔گزارش یہ ہے کہ کسی جگہ کم، کسی مقام پر زیادہ، کہیں بالکل نہیں آتا۔ بہر حال جو کیفیت واقعی اور حالت صحیح ہو کیا ہے؟ اس سے معزز فرمایئے۔

بعید از کرم نہ ہوگا زیادہ نیاز وادب۔

راقم آثم سردار مجیب الرحمٰن خاں عطیہ دار علاقہ مجیب نگر

الجواب:- جناب گرامی دام مجدکم السامی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زلزلہ کا سبب مذکورہ زباں زد عوام محض بے اصل ہے اور اس پر وہ اعتراض نظر بظاہر صحیح وصواب۔ اگر چہ اس سے جواب ممکن تھا کہ ہمارے نزدیک ترکیب اجسام جواہر فردہ سے ہے اور ان کا اتصال محال۔ صدرا وغیرہ میں کاسہ لیسانِ فلاسفہ نے جس قدر دلائل ابطال جزء لایتجزی پر لکھے ہیں ان میں کسی سے ابطال نفس جز نہیں ہوتا۔ ہاں دو جز کا اتصال محال نکلتا ہے۔ یہ نہ ہمارے قول کے منافی، نہ جسم کے اتصال حسی کا نافی۔ دیوار جسم وحدانی سمجھی جاتی ہے حالانکہ وہ اجسام متفرقہ ہے۔ جسم انسان میں لاکھوں مسام مثبت افتراق ہیں اور ظاہر اتصال۔ خوردبین سے دیکھنا بتاتا ہے کہ

Marfat.com

نظر جسے متصل گمان کرتی ہے کس قدر منفصل ہے۔ پھر ان شیشوں کی اختلاف قوت بتارہی ہے کہ مسام کی باریکی کسی حد پر محدود نہیں ٹھہرا سکتے۔ جو شیشہ ہمارے پاس اقویٰ سے اقویٰ ہو اور اس سے بعض اجسام مثل آہن وغیرہ میں مسام اصل نظر نہ آئیں ممکن کہ اس سے زیادہ قوت والا شیشہ انھیں دکھادے۔ مع ہذا نظر آنے کے لئے دو خط شعاعی میں کہ بصر سے نکلے زاویہ ہونا ضرور۔ جب شئے غایت صغر پر پہونچتی ہے دونوں خط باہم منطبق مظنون ہو کر زاویہ رویت معدوم ہو جاتا اور شے نظر نہیں آتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ کواکب ثابتہ کے لئے اختلاف منظر نہیں کہ بوجہ کثرت بُعد وہاں نصف قطر زمین یعنی تقریباً چار ہزار میل کے طول وامتداد کی اصلاً قدر نہ رہی۔ دونوں خط کہ مرکز ارض اور مقام ناظر سے نکلے باہم ایک دوسرے پر منطبق معلوم ہوتے ہیں۔ زاویہ نظر باقی نہیں رہتا تو مسام کا اس باریکی تک پہونچنا کچھ دشوار نہیں۔ بلکہ ضرور ہے کہ کوئی قوی سے قوی خوردبین انہیں امتیاز نہ کر سکے اور سطح بظاہر متصل محسوس ہو۔ اور جب زمین اجزائے متفرقہ کا نام ہے تو اس حرکت کا اثر بعض اجزا کو پہونچنا بعض کو نہ پہونچنا مستبعد نہیں۔ کہ اہل سنت کے نزدیک ہر چیز کا سبب اصلی محض ارادہٗ اللہ عزوجل ہے۔ جتنے اجزا کے لئے ارادہٗ تحریک ہوا انہیں پر اثر واقع ہوتا ہے وبس۔ سواران دریا نے مشاہدہ کیا ہے کہ ایام طوفان میں جو بلاد شمالیہ میں حوالی تحویل سرطان یعنی جون، جولائی، اور بلاد جنوبیہ میں حوالی تحویل جدی۔ یعنی دسمبر جنوری ہے۔ ایک جہاز ادھر سے جاتا اور دوسرا ادھر سے آرہا ہے، دونوں مقابل ہو کر گذرے اس جہاز پر سخت طوفان ہے اور اسے بالکل اعتدال واطمینان حالانکہ باہم کچھ ایسا فصل نہیں۔ ایک وقت ایک پانی ایک ہوا اور اثر اس قدر مختلف، تو بات وہی ہے کہ "ماشاء

Marfat.com

اللہ کان و ما لم یشأ لم یکن" کہ جو خدا چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ مگر اس جواب کی حاجت ہم کو اس وقت ہے کہ وہ بیان عوام شرع سے ثابت ہو۔

اس کے قریب قریب ثبوت صرف ابتدائے آفرینش زمین کے وقت ہے جب تک پہاڑ پیدا نہ ہوئے تھے۔

عبدالرزاق وفریابی وسعید بن منصور اپنی اپنی سنن۔ اور عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن مردویہ وابن ابی حاتم اپنی تفاسیر۔ اور ابو الشیخ کتاب العظمۃ۔ اور حاکم بافادہ تصحیح صحیح مستدرک۔ اور بیہقی کتاب الاسماء۔ اور خطیب تاریخ بغداد۔ اور ضیائے مقدسی صحیح مختارہ میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:۔

قال :ان اول شیٔ خلق اللہ القلم وکان عرشہ علی الماء فارتفع بخار الماء ففتقت منہ السمٰوٰت ثم خلق النون فبسطت الارض علیہ والارض علی ظہر النون فاضطرب النون فمادامت الارض فاثبتت بالجبال۔

اللہ عزوجل نے ان مخلوقات میں سب سے پہلے قلم پیدا کیا اور اس سے قیامت تک کے تمام مقادیر لکھوائے اور عرش الٰہی پانی پر تھا۔ پانی کے بخارات اٹھے، ان سے آسمان جدا جدا بنائے گئے۔ پھر مولیٰ عزوجل نے مچھلی پیدا کی، اس پر زمین بچھائی، زمین پشت ماہی پر ہے، مچھلی تڑپی زمین جھونکے لینے لگی، اس پر پہاڑ جما کر بوجھل کردی گئی۔

کما قال تعالیٰ : والجبال اوتادا -

وقال تعالیٰ: والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم۔

Marfat.com

مگر یہ زلزلہ ساری زمین کو تھا، خاص خاص مواضع میں زلزلہ آنا، دوسری جگہ نہ ہونا، اور جہاں ہونا وہاں بھی شدت وخفت میں مختلف ہونا، اس کا سبب وہ نہیں جو عوام بتاتے ہیں۔ سبب حقیقی تو وہی ارادۃ اللہ ہے اور عالم اسباب میں باعث اصلی بندوں کے معاصی۔

ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم و یعفو عن کثیر ۔

تمہیں جو مصیبت پہونچتی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائیوں کا بدلہ ہے اور بہت کچھ معاف فرمادیتا ہے۔

اور وجہ وقوع کوہ قاف کے ریشہ کی حرکت ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے تمام زمین کو محیط ایک پہاڑ پیدا کیا ہے جس کا نام قاف ہے۔ کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں اس کے ریشے زمین میں نہ پھیلے ہوں جس طرح پیڑ کی جڑ بالائے زمین تھوڑی سی جگہ میں ہوتی ہے اور اس کے ریشے زمین کے اندر اندر بہت دور تک پھیلے ہوتے ہیں۔ کہ اس کے لئے وجہ قرار ہوں اور آندھیوں میں گرنے سے روکیں۔ پھر پیڑ جس قدر بڑا ہوگا اتنی ہی زیادہ دور تک اس کے ریشے گھیریں گے۔ جبل قاف جس کا دور تمام کرۂ زمین کو اپنے پیٹ میں لئے ہے اس کے ریشے ساری زمین میں اپنا جال بچھائے ہیں۔ کہیں اوپر ظاہر ہوکر پہاڑیاں ہو گئے، کہیں سطح تک آکر تھم رہے جسے زمین سنگلاخ کہتے ہیں۔ کہیں زمین کے اندر ہے قریب یا بعید، ایسے کہ پانی کی چوان سے بھی بہت نیچے۔ ان مقامات میں زمین کا بالائی حصہ دور تک نرم مٹی رہتا ہے جسے عربی میں سہل کہتے ہیں۔ ہمارے قرب کے عام بلاد ایسے ہی ہیں۔ مگر اندر اندر قاف کے رگ وریشہ سے کوئی جگہ خالی نہیں۔ جس جگہ زلزلہ کے لئے ارادۂ الٰہی عزوجل ہوتا ہے:

Marfat.com

والعیاذ برحمتہ ثم برحمۃ رسولہ جل وعلاو ﷺ۔

قاف کوحکم ہوتا ہے کہ وہ اپنے وہاں کے ریشے کوجنبش دیتا ہے۔صرف وہیں زلزلہ آئے گا جہاں کے ریشے کوحرکت دی گئی۔ پھر جہاں خفیف کا حکم ہے اس کے محاذی ریشہ کوآہستہ ہلاتا ہے۔اور جہاں شدید کاامر ہے وہیں بقوت یہاں تک کہ بعض جگہ صرف ایک دھکا سا لگ کر ختم ہو جا تا ہے۔اوراسی وقت دوسرے قریب مقام کے درودیوار جھونکے لیتے اور تیسری جگہ زمین پھٹ کر پانی نکل آتا ہے۔ یاعنف حرکت سے مادۂ کبریتی مشتعل ہوکر شعلے نکلتے ہیں۔ چیخوں کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

زمین کے نیچے رطوبتوں میں حرارت شمس کے عمل سے بخارات سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں اور بہت جگہ دخانی مادہ ہے۔جنبش کے سبب منافذ زمین متسع ہوکر وہ بخار ودخان نکلتے ہیں۔طبعیات میں پاؤں تلے کی دیکھنے والے انھیں کے ارادۂ خروج کو سبب زلزلہ سمجھنے لگے۔حالانکہ ان کا خروج بھی سبب زلزلہ کامسبب ہے۔

امام ابوبکرابن ابی الدنیا کتاب العقوبات ۔اور ابو شیخ کتاب العظمہ میں حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔

قال خلق اللہ جبلا یقال لہ ق محیط بالعالم وعروقہ الی الصخرۃ التی علیھا الارض فاذااراد اللہ ان یزلزل قریۃ امر ذالک الجبل فحرک العرق الذی یلی تلک القریۃ فیزلزلھا ویحرکھا فمن ثم تحرک القریۃ دون القریۃ۔

اللہ عزوجل نے ایک پہاڑ پیدا کیا جس کا نام قاف ہے، وہ تمام زمین کومحیط ہےاوراس کے ریشے اس چٹان تک پھیلے ہیں جس پر زمین ہے۔ جب اللہ عزوجل کسی

Marfat.com

جگہ زلزلہ لانا چاہتا ہے اس پہاڑ کو حکم دیتا ہے، وہ اپنے اس جگہ کے متصل ریشے کو لرزش وجنبش دیتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ زلزلہ ایک بستی میں آتا ہے دوسری میں نہیں۔

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ الشریف مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:۔

رفت ذوالقرنین سوئے کوہ قاف	دید کُہ را کز زمرد بود صاف
گرد عالم حلقہ کردہ او محیط!	ماند حیراں اندراں خلق بسیط
گفت تو کوہی دگرہا چیستند	کہ بہ پیش عظم تو بازایستند
گفت رگہائے من اندراں کوہ ہا	مثل من نہ بوند در فرو بہا
من بہرے شہرے رگے دارم نہاں	بر عرقم بستہ اطراف جہاں
حق چو خواہد زلزلہ شہرے مرا	امر فرماید کہ جنباں عرق را
پس بجنبانم من آں رگ را بقہر	کہ بداں رگ متصل بودست شہر
چوں بگوید بس، شود ساکن رگم	ساکنم وز روئے فعل اندر تگم
گوید آن کس کہ نداند عقلش ایں	زلزلہ ہست از بخارات زمیں
ایں بخارات زمیں نہ بود بداں	زامرِ حق است وازاں کوہ گراں
مورکے بر کاغذے دید او قلم	گفت با مور دگر ایں راز ہم
کہ عجائب نقشہا آں کلک کرد	ہمچو ریحان و چو سوسن زار و رد
گفت آں مور اصبع آں پیشہ ور	ویں قلم در فعل فرع ست واثر
گفت آں مور سوم از بازوست	کاصبع لاغر ز زورش نقش بست
ہمچنیں میرفت بالا تا یکے	مہتر موراں فطن بود اند یکے
گفت گز صورت نہ بیند ایں ہنر	کاں بخواب و مرگ گردد بے خبر
صورت آمد چوں لباس و چوں عصا	جز بعقل و جاں بجنبد نقشہا

Marfat.com

بحر العلوم قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

ایں ردست برفلاسفہ کہ می گویند بخارات درزمین محبوس می شوند بالطبع میل خروج کنند واز مصادمت ایں ابخرہ تفرق اتصال اجزائے زمین می شود وزمین درحرکت می آید ولینست زلزلہ۔ پس مولوی قدس سرہ ردایں قول می فرمایند کہ قیام زمین ازکوہہاست ورنہ درحرکت می ماند ہمیشہ۔ پس آں کوہ جنبش می دہد زمین رابامراللہ تعالیٰ

چیونٹیوں کی حکایت سے بھی ان سفہا کی تنگ نظری کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ جس طرح قلم کی حرکت انگلیوں سے، انگلیوں کی قوت بازو سے، بازو کی طاقت جان سے ہے۔ تونقش کہ قلم سے بنتے ہیں جان بناتی ہے۔ مگر احمق چیونٹیاں اپنی اپنی رسائی کے موافق ان کا فاعل قلم، انگلیوں، بازو کو سمجھیں۔ یوں ہی ارادۃ اللہ سے کوہ قاف کی تحریک ہے۔ اس کی تحریک سے بخارات کا نکلنا، زمین کا ہلنا ہے۔ یہ احمق چیونٹیاں جنھیں فلسفی یا طبیعی والے کہیۓ صدمہ بخارات کو سبب زلزلہ سمجھ لئے۔ بلکہ نظر کیجیۓ تو یہ ان چیونٹیوں سے زیادہ کودن و بدعقل ہیں۔ انھوں نے سبب ظاہری کو سبب سمجھا انھوں نے سبب کے دو مسببوں سے ایک کو دوسرے کا سبب ٹھہرالیا۔ وباللہ العصمۃ۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم

مسئلہ: از سرنیاں ضلع بریلی مرسلہ امیر علی صاب قادری ۱۲ رجب المرجب ۱۳۱ھ

بادل ہوا کی کیا بنیاد کس جگہ سے شروع ہوتے ہیں؟ اور تمام جگہ یکساں ہوا چلتی ہے زمین میں مقام ہے آسمان پر؟۔

الجواب: -ہو ارب العزت تبارک وتعالیٰ کی ایک پرانی مخلوق ہے کہ پانی سے بنائی گئی۔ اور اسکے لئے علم الٰہی میں ایک خزانہ ہے جس پر دروازہ لگا ہوا ہے اور وہ

Marfat.com

بند ہے۔اور فرشتہ اس پر مؤکل ہے۔جتنی ہوا اس میں سے رب العزت بھیجنا چاہتا ہے فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ اس میں سے بمقدار حکم ایک بہت خفیف حصہ روانہ کرنا ہے۔ جب قوم عاد پر اللہ تعالیٰ نے ہوا کا طوفان بھیجنا چاہا جو سات راتیں اور آٹھ دن متواتر ان پر رہا ان سب کو ہلاک کر دیا اس وقت اس فرشتہ کو حکم ہوا تھا کی عاد پر ہوا بھیج۔اس نے عرض کی: اتنا سوراخ کھولوں جتنا بیل کا نتھنا۔فرمایا: تو چاہتا ہے کہ ساری زمین کو الٹ دے، بلکہ چھلے برابر کھول اور یوں ہوا ہر وقت زمین اور آسمانوں سب میں بھری ہے۔اور انسان اور اکثر حیوانات کی اس پر زندگی ہے۔اور بادل بخارات سے بنتے ہیں۔جب رطوبت میں حرارت عمل کرتی ہے بھاپ پیدا ہوتی ہے۔حق سبحانہ ہوا بھیجتا ہے کہ وہ اس کو جمع کرتی، پھر تہ بہ تہ اسکے بادل بناتی ہے پھر جہاں حکم ہوتا ہے اسے لے جاتی ہے، اور بحکم الٰہی حرارت کے عمل سے وہ پگھل کر پانی ہو کر گرتی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

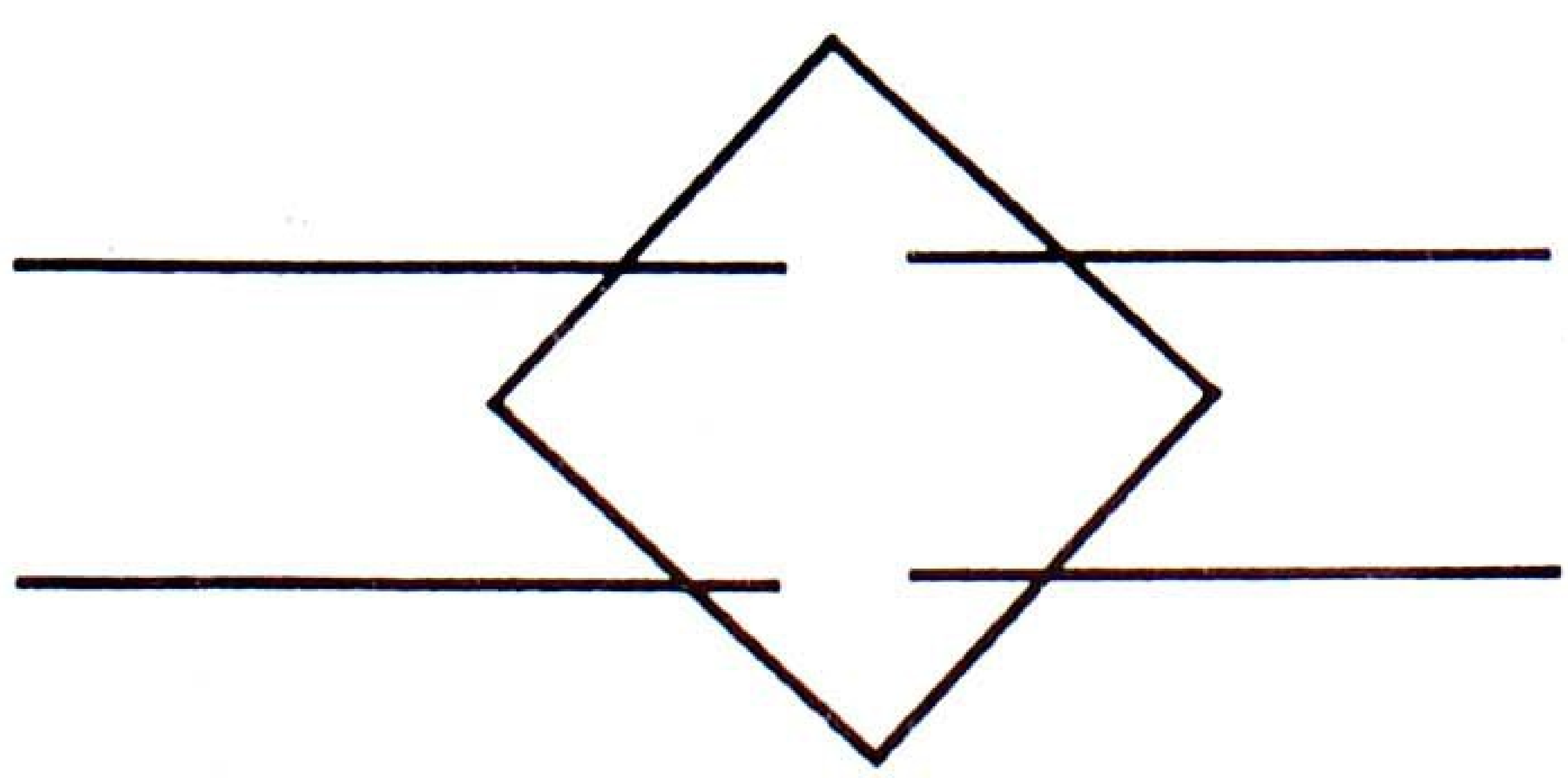

Marfat.com

فہرست مضامین

حرف اول	۶۱
اخبار ایکسپریس ۱۸؍اکتوبر ۱۹۱۹ء کی خبر	۶۲
ملک العلماء کا اس کے متعلق سوال	۶۲
نہ شمس مرکز ہے نہ کواکب اس کے گرد متحرک	۶۳
قرآن کریم سے مفروضۂ مرکزیت شمس باطل ہے	۶۳
۱۷؍دسمبر ۱۹۱۹ء کو کواکب کے حقیقی مقامات	۶۵
۱۷؍دسمبر ۱۹۱۹ء اوساط کواکب کا نقشہ	۶۶
مریخ زحل سے چھوٹا ہے	۶۷
عطارد سب سے چھوٹا ہے	۶۷
جاذبیت شمس پر ایک سہل سوال	۶۸
نافریت ارض کو جاذبیت شمس سے کیا نسبت	۶۹
ہیأت جدیدہ کے مطابق آفتاب (۱۲۴۵۱۳۰) زمینوں کے برابر ہے	۶۹
نافریت و جاذبیت کے رد پر نفیس کتاب (فوز مبین)	۷۴
آفتاب میں رونما داغوں کا تذکرہ	۷۵
داغ کی ہئیت	۷۶
آفتاب کے داغوں کو زمین کے زلزلوں، طوفانوں اور بارشوں سے کیا نسبت	۸۰

Marfat.com

کواکب کی حرکت نہ طبعیہ ہے نہ تبعیہ	٨١
نہ آسمان گھومتا ہے نہ زمین	٨٣
سبع سیارہ کا بیان	٨٤
المینک سے تقویمات کواکب کے نکالنے کے چار طریقے	٨٦
بجلی کیا شی ہے	٩٤
زلزلہ کا باعث کیا ہے؟	٩٤
زلزلہ کے بارے میں مشہور قول کا رد	٩٥
زمین مچھلی کی پشت پر ہے، حدیث سے ثبوت	٩٧
زلزلہ کے وقوع کی وجہ کوہ قاف کے ریشے کی حرکت ہے	٩٨
حدیث ابن عباسؓ سے اس امر کا ثبوت	٩٩
ہوا اللہ تعالیٰ کی ایک پرانی مخلوق ہے	١٠١
بارش کا ظاہری سبب	١٠٢

ذخیرہ

Marfat.com

Marfat.com

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹر نیشنل (رجسٹرڈ)

کی سلور جوبلی کانفرنس ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء پر اشاعتِ خاص

اردو نعت گوئی اور فاضل بریلوی
پی۔ایچ۔ڈی مقالہ / ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی

امام احمد رضا کی انشاء پردازی
پی۔ایچ۔ڈی مقالہ / ڈاکٹر غلام غوث قادری

امام احمد رضا کی فکری تنقیدیں
پی۔ایچ۔ڈی مقالہ / ڈاکٹر محمد رضا قادری

امام احمد رضا اور ان کے مکتوبات
پی۔ایچ۔ڈی مقالہ / ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی

كشف العلة عن سمت القبلة
قبلہ نما
امام احمد رضا خاں محدث بریلوی

(Husamu-al-Haraman)
The Sowrd of Final Verdict of Arab Ulema
امام احمد رضا خاں محدث بریلوی

مولانا احمد رضا خان جو
حالات افکار ۽ اصلاحی کارنامہ
سندھی۔پی ایچ ڈی مقالہ / ڈاکٹر حافظ عبدالباری صدیقی

العطایا النبویہ فی فتاویٰ الرضویہ (عربی)
العطایا النبویہ فی فتاویٰ الرضویہ (فارسی)

خلفائے محدث بریلوی
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی

مولانا نقی علی خان بریلوی
حیات اور علمی و ادبی کارنامے
پی۔ایچ۔ڈی مقالہ / ڈاکٹر محمد حسن بریلوی

Graphix NAWAZ

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹر نیشنل (رجسٹرڈ)
25 جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی۔ پوسٹ بکس نمبر 489، (74400) پاکستان
فون: 021-2725150 فیکس: 021-2732369، ای میل: marifraza@hotmail.com

Marfat.com